بسم اللہ الرحمن الرحیم

عمدة البيان

فی

عود الروح الى الابدان

از افادات

حضرت مولانا الیاس علی شاہ صاحب حفظہ اللہ

مرتب

خادم اہلسنت طاہر گل دیوبندی عفی عنہ

ناشر

نوجوانانِ احناف طلباءِ دیوبند پشاور

فہرست

مسئلہ اعادہ روح

اہل السنّت والجماعت کا نظریہ ہے کہ میت کو جب قبر میں دفنایا جاتا ہے تو سوال وجواب کیلئے میت کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہیں پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اسکو بٹھا کر اس سے سوال کرتے ہیں۔

حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ اور اس کے شواہد

قبر میں میت کی طرف اعادہ روح کے احادیث ملاحظہ فرمائیں!

1) حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنِ الْمِنْهَالِ ، عَنْ زَاذَانَ ، عَنِ الْبَرَاءِ ، قَالَ : خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جِنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ ـــ الی ان قال ـــ فَتُعَادُ رُوحُهُ فِي جَسَدِهِ ، وَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُولَانِ لَهُ : مَنْ رَبُّكَ ؟ الخ

2) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ ، ثنا الْأَعْمَشُ ، ثنا الْمِنْهَالُ ، عَنْ زَاذَانَ ، عَنِ الْبَرَاءِ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِهِ وَزَادَ فِيهِ وَالسِّجِّينُ تَحْتَ الْأَرْضِ السُّفْلَى

(حديث رقم 11875 - من كتاب مصنّف بن أبي شيبة - كِتَابُ الْجَنَائِزِ)

3) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ، ح وحَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ، وَهَذَا لَفْظُ هَنَّادٍ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنِ الْمِنْهَالِ ، عَنْ زَاذَانَ ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ، قَالَ : خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ ، فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ ـــ الی ان قال ـــ وَتُعَادُ رُوحُهُ فِي جَسَدِهِ ، وَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُولَانِ : لَهُ مَنْ رَبُّكَ ؟ الخ

4) حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ ، حَدَّثَنَا الْمِنْهَالُ ، عَنْ أَبِي عُمَرَ زَاذَانَ ، قَالَ : سَمِعْتُ الْبَرَاءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : فَذَكَرَ نَحْوَهُ

(أبو داود في سننه - بَابٌ فِي الْمَسْأَلَةِ فِي الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ - حديث رقم 4190)

5) حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنِ الْمِنْهَالِ ، عَنْ زَاذَانَ ، عَنِ الْبَرَاءِ ، قَالَ :

خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جِنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ۔۔۔ الی ان قال۔۔۔ فتعاد روحه في جسده، وَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُولَانِ : لَهُ مَنْ رَبُّكَ ؟

(مسند احمد ج 4 ص 287)

ترجمہ:۔ پس میت کی روح اسکے جسم میں لوٹائی جاتی ہیں تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اسکو بٹھلا کر من ربک الخ سے سوال کرتے ہیں۔

حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت کے شواہد

محدثین سے اس حدیث کی تصحیح نقل کرنے اور منکرین کی طرف سے جتنے اعتراضات ہیں ان کے جوابات نقل کرنے سے پہلے ہم اس حدیث میں موجود عود الروح کے مضمون پر شواہد پیش کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ روح واپس ہونے کے بیان میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ متفرد نہیں۔

1: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی صحیح مرفوع روایت

مسند احمد میں ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی ایک طویل صحیح حدیث میں بھی روح کے لوٹنے کا ذکر ہے۔

حدثنا حسين ابن محمد عن ابن ابی ذئب عن محمد بن عمرو بن عطا عن وعيد بن يسار عن ابی هريرة أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : إِنَّ الْمَيِّتَ تَحْضُرُهُ الْمَلَائِكَةُ ، فَإِذَا كَانَ الرَّجُلُ صَالِحًا قَالُوا : اخْرُجِي أَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الطَّيِّبِ ۔۔۔ الی ان قال ۔۔۔ فَتُرْسَلُ مِنَ السَّمَاءِإِلى الْأَرْضِ ، ثم تَصِيرُ إِلَى الْقَبْرِ فَيُجْلَسُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ ۔۔۔ الخ

(مسند احمد الجزء الرابع العشر رقم:8769بتحقیق شعيب الارنؤوط)

”پس اس کی روح کو آسمان سے بھیجا جاتا ہے پھر وہ قبر میں پہنچ جاتی ہے تو نیک آدمی قبر میں بیٹھ جاتا ہے“

پہلا راوی: امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے استاد کا نام حسین بن محمد بن بہرام التمیمی ابو احمد وابو طی المروزیؒ ہے۔ یہ بخاری و مسلم اور صحاح ستہ کے مرکزی راوی ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ ہیں۔(تقریب التہذیب ص75)

دوسرا راوی: حسین بن محمدؒ کے استاد کا نام محمد بن عبد الرحمن بن المغیرۃ بن الحارث بن ابی ذئب القرشی العامری ابو

الحارث المدنیؒ ہے۔یہ بھی بخاری و مسلم اور صحاح ستہ کے مرکزی راوی ہیں۔حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ان کے متعلق فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ ،فقیہ اور فاضل ہیں۔(تقریب 308)

تیسرا راوی: ابن ابی ذئب رحمۃ اللہ علیہ کے استاد کا نام محمد بن عمرو بن عطاء القرشی العامری المدنیؒ ہے یہ بھی بخاری و مسلم اور صحاح ستہ کے مرکزی راوی ہیں اور ثقہ ہیں۔(تقریب ص313)

چوتھا راوی: محمد بن عمرو بن عطار حمۃ اللہ علیہ کے استاد کا نام سعید بن یسار ابو الحباب المدنیؒ ہے۔یہ بھی بخاری و مسلم اور صحاح ستہ کے مرکزی ہیں۔حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ اور متقن ہیں۔(تقریب ص127)

اس روایت کے متعلق حافظ ابن تیمیہؒ اور حافظ ابن قیمؒ دونوں لکھتے ہیں

وقال الحافظ ابو نعیم اصفھانی فی ھذالحدیث متفق علیٰ عدالة ناقلیه

(شرح حدیث النزول ص50،وکتاب الروح ص61 بحوالہ تسکین الصدور ص159)

حافظ ابو نعیم الاصفہانیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے تمام روات کی عدالت حضرات محدثین کرامؒ کے نزدیک ایک اتفاقی امر ہے۔

2:حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت

صحابی رسول حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ، ثني سُرَيْجُ بْنُ يونُسَ، نا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ ،ثني عَمَّارٌ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، قَالَ: قَالَ حُذَيْفَةُ :الرُّوحُ بِيَدِ مَلَكٍ وَإِنَّ الْجَسَدَ لَيُغَسَّلُ , وَإِنَّ الْمَلَكَ لَيَمْشِي مَعَهُ إِلَى الْقَبْرِ , فَإِذَا سُوِّيَ عَلَيْهِ سَلَكَ فِيهِ فَذَلِكَ حَتَّى يُخَاطَبَ۔

(کتاب المنامات لابن أبي الدنیا ص23۔24،رقم7 وقال محققه سید ابراهیم: اسناده حسن)

”روح فرشتے کے قبضے میں ہوتی ہے اور بے شک جسد کو غسل دیا جاتا ہے اور بے شک فرشتہ اس کے ساتھ قبر کی طرف جاتی ہے پھر جب اس پر قبر برابر کی جاتی ہے تو روح کو اس میں داخل کرتی ہے۔“

یہ روایت حسن موقوف ہے جو حکماً مرفوع ہے کیونکہ یہ بات رائے سے بیان نہیں کی جاسکتی۔

ان کے علاوہ عبد اللہ بن عباس، حضرت جابر اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے بھی روح کے لوٹنے کے روایات ہیں جس کو علی سبیل الاعتبار نیچے پیش کی جاتی ہیں۔

3:عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت

وقد احتج أبو عبد الله بن منده على إعادة الروح إلى البدن بأن قال حدثنا محمد بن الحسين ابن الحسن حدثنا محمد بن زيد النيسابورى حدثنا حماد بن قيراط حدثنا محمد بن الفضل عن يزيد بن عبد الرحمن الصائغ البلخى عن الضحاك بن مزاحم عن ابن عباس أنه قال بينما رسول الله «صلى الله عليه وسلم» ذات يوم ـ۔ـ الى ان قال ـ۔ـ ثم اذهبوا بها إلى الأرض فإنى قضيت أنى منها خلقتهم وفيها أعيدهم ومنها أخرجهم تارة أخرى فوالذي نفس محمد بيده لهى أشد كراهية للخروج منها حين كانت تخرج من الجسد وتقول أين تذهبون بى إلى ذلك الجسد الذي كنت فيه قال فيقولون إنا مأمورون بهذا فلا بد لك منه فيهبطون به على قدر فراغهم من غسله وأكفانه فيدخلون ذلك الروح بين جسده وأكفانه۔

(کتاب الروح لابن قیم ص 61۔۔۔62)

ترجمہ:۔۔اللہ تعالیٰ فرشتوں سے) فرماتا ہے: اس کو زمین کی طرف لیجاؤ کیونکہ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں نے جس طرح انکو زمین سے پیدا کیا ہے، اسی طرح ان کو زمین کیطرف لوٹاؤنگا اور اسی سے انکو نکالوں گا سو اس ذات کی قسم جس کے قبضہ مین محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے البتہ وہ روح وہاں سے نکلنے کو اتنا ہی ناپسند کرتی ہے جتنا اس نے جسم سے نکلنے کو ناپسند کیا تھا اور وہ روح کہتی ہے مجھے کہاں لے جاتے ہو؟ کیا اس جسم کی طرف لیجاتے ہو جسمیں میں تھی؟ آپ نے فرمایا کہ وہ فرشتے کہتے ہیں ہمیں یہی حکم ہے اور تیرے لیے اس سے کوئی چارہ نہیں، پس اسکو نیچے اتار لاتے ہیں اس اثناء میں لوگ میت کے غسل اور کفن سے فارغ ہو چکتے ہیں پس فرشتے اس کی روح کو اس کے جسم اور کفن میں داخل کر دیتے ہیں۔ (تسکین الصدور ص 157)

واخرج جويبر فى تفسيره عن ضحاک عن ابن عباس قال: شهد رسول الله صلى

الله عليه وسلم جنازة رجل من الانصار ۔۔۔ الى ان قال ۔۔۔ فيقول ملك الموت والملائكة الذين هبطوا إليها يارب قبضنا روح فلان ابن فلان المؤمن... وهو أعلم منهم بذلك، فيقول الله: ردّوه إلى الأرض فإني منها خلقتهم وفيها أعيدهم ومنها أُخرجهم تارة أخرىٰ۔۔۔ الخ

(شرح الصدور للسیوطیؒ ص123۔124)

ترجمہ:۔پس ملک الموت اور دوسرے فرشتے (جو اس کی طرف اترے ہیں) کہتے ہیں:اے ہمارے ربّ ہم نے فلاں بن فلاں مؤمن کی روح قبض کرلی۔جبکہ اللہ تعالیٰ اس بات کو ان سے زیادہ جانتا ہے۔پھر اللہ فرماتا ہے:اسے زمین کی طرف لوٹادو کیونکہ میں نے اُنہیں اسی سے پیدا کیا اور اسی میں اُنہیں لوٹادے گا اور پھر اسی سے دوسری مرتبہ اُنہیں نکالوں گا۔

4:سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت

إنّ ابنَ آدمَ لفي غفلة عمّا خُلِقَ له ۔۔۔ الى ان قال ۔۔۔ فإذا حضره الموت ارتفع ذلك الملكان وجاء ملك الموت ليقبض روحه فإذا دخل قبره رد الروحَ إلى جسده ۔۔۔ الخ

(حلیۃ الاولیاء ج3 ص190، تفسیر قرطبی سورہ ق)

ترجمہ:ابن آدم جس کام کے واسطے پیدا کیا گیا ہے، اس سے بہت غافل ہے۔۔۔الی ان قال ۔۔۔پس جب موت کا وقت آتا ہے تو دونوں فرشتے (کراماً کاتبین) چلے جاتے ہیں اور ملک الموت آتے ہیں اور روح قبض کرتے ہیں۔جب وہ قبر میں داخل ہوتا ہے تو روح کو اس کے بدن کی طرف لوٹاتے ہیں۔

5:عبداللہ بن مسعود کی روایت

واخرج الخلال فى كتابه شرح السنةعن ابن مسعود قال: ان المؤمن اذانزل به الموت اتاه ملک الموت يناديه ۔۔۔ الى ان قال ۔۔۔ إذا وُضع في قبره اُجلس وجيء بالروح وجعلت فيه فيقال: من ربك؟

(شرح الصدور للسیوطیؒ ص123۔124)

ترجمہ:۔ پھر جب میت کو قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو اسے بٹھا کر روح کو لا کر اس میں داخل کر دیا جاتا ہے، پھر پوچھا جاتا ہے تیرا ربّ کون ہے؟

حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا اتصال سند اور رواۃ کی متابعت

ہم نے حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ اور اس کے شواہد پیش کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ اعادہ روح والی حدیث میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ متفرد نہیں ہیں بلکہ دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بھی اس مضمون کے احادیث مروی ہیں۔

اب ہم حدیثِ براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا اتصالِ سند اور رواۃ کی متابعت پر گفتگو کرتے ہیں۔

1۔زاذان کا سماع حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے

1:حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ ، حَدَّثَنَا الْمِنْهَالُ ، عَنْ أَبِي عُمَرَ زَاذَانَ ، قَالَ : سَمِعْتُ الْبَرَاءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : فَذَكَرَ نَحْوَهُ

(أبو داود في سننه - بَابٌ فِي الْمَسْأَلَةِ فِي الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ حديث رقم 4754 تحقيقى شعيب الارنؤوط)

2:حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الصَّغَانِيُّ ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ ، ثنا أَبِي ، ثنا الْأَعْمَشُ ، ثنا الْمِنْهَالُ بْنُ عَمْرٍو ،
وَحدثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ الْفَقِيهُ ، أَنْبَأَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ قُتَيْبَةَ ، ثنا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى ، أَنْبَأَ أَبُو مُعَاوِيَةَ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، ثنا الْمِنْهَالُ بْنُ عَمْرٍو ،عَنْ زَاذَانَ أَبِي عُمَرَ ، قَالَ : سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ ، يَقُولُ : خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ وَلَمَّا يُلْحَدْ بَعْدُ ــــــ الى ان قال ـــــــثُمَّ يُقَالُ : أَرْجِعُوا عَبْدِي إِلَى الْأَرْضِ ، فَإِنِّي وَعَدْتُهُمْ أَنِّي مِنْهَا خَلَقْتُهُمْ وَفِيهَا أُعِيدُهُمْ وَمِنْهَا أُخْرِجُهُمْ تَارَةً أُخْرَى ، فَتُرَدُّ رُوحُهُ إِلَى جَسَدِهِ ، فَتَأْتِيهِ الْمَلَائِكَةُ فَيَقُولُونَ : مَنْ رَبُّكَ ؟ ـــ الخ

(المستدرك على الصحيحين - حديث رقم 107)

3:وقال حاكم:

حَدَّثَنَا بِصِحَّةِ مَا ذَكَرْتُهُ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ نَصْرٍ الْخُلْدِيُّ ، إِمْلَاءً بِبَغْدَادَ ، ثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ زِيَادٍ سَبَلَانَ ، ثنا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ ، قَالَ : أَتَيْتُ يُونُسَ بْنَ خَبَّابٍ ، بِمِنًى عِنْدَ الْمَنَارَةِ وَهُوَ يَقُصُّ ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ حَدِيثِ عَذَابِ الْقَبْرِ فَحَدَّثَنِي بِهِ ـــ الی ان قال ـــ وَفِي حَدِيثِ عَبَّادِ بْنِ عَبَّادٍ ، أَنَّهُ سَمِعَ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ ، قَالَ : خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ ، فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْقَبْرِ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ - وَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ - . هَذَا هُوَ الصَّحِيحُ الْمَحْفُوظُ مِنْ حَدِيثِ يُونُسَ بْنِ خَبَّابٍ

(المستدرك علی الصحیحین - حدیث رقم 114)

امام حاکم فرماتے ہیں عباد بن عباد کی حدیث میں ہے کہ زاذان نے البراء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔

4: علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں:

أَنَّ أَبَا عَوَانَة الْإِسْفَرَايِينِي رَوَاهُ فِي صَحِيحه , وَصَرَّحَ فِيهِ بِسَمَاعِ زَاذَان لَهُ مِنْ الْبَرَاء فَقَالَ " سَمِعْت الْبَرَاء بْن عَازِب " فَذَكَرَهُ . وَالثَّانِي : أَنَّ اِبْن مَنْدَهْ رَوَاهُ عَنْ الْأَصَمّ حَدَّثَنَا الصَّنْعَانِيّ أَخْبَرَنَا أَبُو النَّضْر عِيسَى بْن الْمُسَيَّب عَنْ عَدِيّ بْن ثَابِت عَنْ الْبَرَاء

(تهذیب سنن ابی داؤص 2281 تحقیق اسماعیل بن عازی مرحبا)

اعتراض: صحیح ابی عوانہ میں زاذان کی روایت نہیں۔

جواب: نسخہ مطبوعہ میں نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ واقعی ابو عوانہ نے اس کی تخریج نہ کی ہو۔

علامہ ابن حجر نے اتحاف المهره میں تصریح کی ہے کہ ابو عوانہ نے جنائز میں اس کی تخریج کی ہے پھر اس کی پوری اسنادی تفصیل نقل کی ہے۔

(إتحاف المهرة بالفوائد المبتكرة من أطراف العشرة ج2 ص459)

2۔ زاذان اس روایت میں متفرد نہیں

1۔۔ زاذان کی متابعت عدی بن ثابت سے

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ ، حَدَّثَنِي أَبُو النَّضْرِ هَاشِمُ بْنُ قَاسِمٍ ، حَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ الْمُسَيَّبِ ، حَدَّثَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ، قَالَ : خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ ، فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ وَلَمَّا يُلْحِدُوا ، فَجَلَسَ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ كَأَنَّ عَلَى أَكْتَافِنَا فِلَقُ الصَّخْرِ ، وَعَلَى رءُوسِنَا الطَّيْرُ ـــ الی ان قالـــ ، فَيَقُولُ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ : رُدُّوا عَبْدِي إِلَى مَضْجَعِهِ ، فَإِنِّي وَعَدْتُهُ أَنِّي مِنْهَا خَلَقْتُهُمْ وَفِيهَا أُعِيدُهُمْ ، وَمِنْهَا أُخْرِجُهُمْ تَارَةً أُخْرَى ، فَيُرَدُّ إِلَى مَضْجَعِهِ ، فَيَأْتِيهِ مُنْكَرٌ ، وَنَكِيرٌـ الخ

(تهذیب الآثار للطبري - حديث رقم 723 مسند عمر، محمود محمد شاكر)

قَالَ الْحَافِظ أَبُو عبد الله بن مَنْدَه فِي كتاب الرّوح وَالنَّفس أخبرنَا مُحَمَّد بن يَعْقُوب ابْن يُوسُف حَدثنَا مُحَمَّد بن اسحق الصنعانی أَنبأَنَا أَبُو النَّضر هَاشم بن الْقَاسِم حَدثنَا عِيسَى بن الْمسيب عَن عدى بن ثَابت عَن الْبَراء بن عَازِب قَالَ خرجنَا مَعَ رَسُول الله فِي جَنَازَة رجل من الْأَنْصَار فانتهنا إِلَى الْقَبْر وَلما يلْحد ـــ الی ان قالـــوَيَقُول الرب عز وَجل ردوا عَبدِي إِلَى مضجعه فَإِنِّي وعدتهم أَنى مِنْهَا مَا خلقتهمْ وفيهَا أعيدهم وَمِنْهَا أخرجهم تَارَة أُخْرَى فَيرد إِلَى مضجعه فيأتيه مُنكر وَنَكِير يثيران الأَرْض بأنيابهما ويفحصان الأَرْض بأشعارهما فيجلسانه ثمَّ يُقَال لَهُ يَا هَذَا من رَبك ـــ الخ

(الروح لابن قیم 130)

اعتراض: محدثین نے عیسی بن المسیب کی تضعیف کی ہے

جواب: مگر ضعف کے باوجود وہ روایت میں صالح وصدوق ہے لہذا اس کی رویت متابعت میں پیش کی جاسکتی ہے۔

قال ابو احمد بن عدی الحافظ: عیسی بن المسیب صالح فیما یرویه

(السنن الكبرى للبيهقی:1/252،رقم 1121)

قال علي بن عمر الحافظ: صالح الحديث

(السنن الكبرى: 1/252،رقم 1121)(زوائد سنن أبي الحسن علي بن عمر الدارقطني على الكتب الستة من الأحاديث الجزء الاول والثانی ص 221)

ثنا عبد الرحمن قال سألت ابی عن عیسی بن المسیب فقال محله الصدق لیس بالقوي

(الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم الرازی)

اس لئے علامہ ابن تیمیہؒ وعلامہ ابن قیمؒ نے ابن مندہ کے حوالے سے اسکو متابعت میں پیش کی ہے۔

(الروح و مجموعۃ الفتاوی)

2۔۔زاذان کی متابعت امام مجاہد سے

ثمَّ سَاقه ابْن مَنْدَه من طَرِيق مُحَمَّد بن سَلمَة عَن خصيف الجزرى عَن مُجَاهِد عَن الْبَراء بن عَازِب قَالَ كُنَّا فِي جَنَازَة رجل من الْأَنْصَار ومعنا رَسُول الله فأنتهينا إِلَى الْقَبْر وَلم يلْحد ۔۔۔۔ الى ان قال۔۔۔۔ردوا روح عَبدِي إِلَى الأَرْض فَإِنِّي وعدتهم أَنِّي أردهم فِيهَا ثمَّ قَرَأَ رَسُول الله {مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وفيهَا نعيدكم وَمِنْهَا نخرجكم تَارَة أُخْرَى} فَإِذا وضع الْمُؤمن فِي قَبره فتح لَهُ بَاب عِنْد رجلَيْهِ إِلَى الْجنَّة ۔۔۔ الخ

(الروح الابن قيم)

اس روایت میں خصيف ابن عبد الرحمن الجزرى **ہے جو صرف** سوء حفظ کیوجہ سے **متکلم فیہ ہے اس لئے اس کی روایت متابعت میں پیش کی جاسکتی ہے۔**

3۔ منہال بن عمرو اس روایت میں متفــــرد نہیں

منہال بن عمرو کی متابعت محمد بن عتبہ سے

نا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، نا عَمِّي ، نا ابْنُ لَهِيعَةَ ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُتْبَةَ ، عَنْ زَاذَانَ ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ : خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ جِنَازَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ ، وَخَرَجْنَا مَعَهُ فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ ، ۔۔۔الى ان قال ۔۔۔ فَيَقُولُ الرَّبُّ : أَرُوهُ مَقْعَدَهُ مِنْ كَرَامَتِي ، ثُمَّ أَعِيدُوهُ فِي الْقَبْرِ ، فَإِنِّي قَضَيْتُ : { مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى } ثُمَّ يَأْتِيهِ آتٍ فَيَقُولُ : مَنْ رَبُّكَ ؟ ۔۔۔الخ

مسند الروياني - حديث رقم 385 ص 261۔262)

یہاں احمد بن عبد الرحمن فی نفسہ صدوق راوی ہے وہ مختلط ہو گیا پھر اختلاط سے رجوع کیا۔ بہر حال متابعت میں اس کی روایت پیش ہو سکتی ہے۔ وہ اپنے عم (چچا) عبد اللہ ابن وھب سے روایت کرتا ہے وہ ابن لھیعہ سے اور ابن لھیعہ سے عبد اللہ بن وھب کی روایت مقبول ہوتی ہے۔

4۔ اعمش کا سماع بلفظ حدثنا **منہال ابن عمر سے ثابت ہے**

1۔ حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ ، حَدَّثَنَا الْمِنْهَالُ ، عَنْ أَبِي عُمَرَ زَاذَانَ ، قَالَ : سَمِعْتُ الْبَرَاءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : فَذَكَرَ نَحْوَهُ

(أبو داود في سننه بَابٌ فِي الْمَسْأَلَةِ فِي الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ - محديث رقم 4754 تحقيقى شعيب الارنؤوط)

2۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ ، ثنا الْأَعْمَشُ ، ثنا الْمِنْهَالُ ، عَنْ زَاذَانَ ، عَنِ الْبَرَاءِ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِهِ وَزَادَ فِيهِ وَالسِّجِّينُ تَحْتَ الْأَرْضِ السُّفْلَى

(حديث رقم 12176 تحقيق ابو محمداسامة - من كتاب مصنّف بن أبي شيبة - كِتَابُ الْجَنَائِزِ)

3۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الصَّغَانِيُّ ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ ، ثنا أَبِي ، ثنا الْأَعْمَشُ ، ثنا الْمِنْهَالُ بْنُ عَمْرٍو ، وَحدثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ الْفَقِيهُ ، أَنْبَأَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ قُتَيْبَةَ ، ثنا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى ، أَنْبَأَ أَبُو مُعَاوِيَةَ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، ثنا الْمِنْهَالُ بْنُ عَمْرٍو ، عَنْ زَاذَانَ أَبِي عُمَرَ ، قَالَ : سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ ، يَقُولُ : خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ وَلَمَّا يُلْحَدْ بَعْدُ ۔۔۔ الی ان قال ۔۔۔ ثُمَّ يُقَالُ : أَرْجِعُوا عَبْدِي إِلَى الْأَرْضِ ، فَإِنِّي وَعَدْتُهُمْ أَنِّي مِنْهَا خَلَقْتُهُمْ وَفِيهَا أُعِيدُهُمْ وَمِنْهَا أُخْرِجُهُمْ تَارَةً أُخْرَى ، فَتُرَدُّ رُوحُهُ إِلَى جَسَدِهِ ، فَتَأْتِيهِ الْمَلَائِكَةُ فَيَقُولُونَ : مَنْ رَبُّكَ ؟ ۔۔۔ الخ

(المستدرك على الصحيحين - حديث رقم 107)

5۔اعمش اس روایت میں متفرد نہیں

1۔اعمش کی متابعت سوار بن مصعب سے

حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ ، ثَنَا سَوَّارُ بْنُ مُصْعَبٍ ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو ، عَنْ زَاذَانَ ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ، قَالَ : خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ ، فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ وَلَمَّا يُلْحَدْ۔۔۔۔ الی ان قال فَيَصْعَدُ بِهِ مَلَكٌ وَيَقُولُ : اللَّهُمَّ إِنَّ هَذَا فُلَانًا قَدْ تَوَفَّيْنَا نَفْسَهُ ، فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ : أَعِيدُوهُ فَإِنَّا قَدْ وَعَدْنَاهُمْ أَنَّ مِنْهَا خَلَقْنَاهُمْ وَفِيهَا نُعِيدُهُمْ فَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِهِمْ وَهُمْ مُدْبِرُونَ ، ثُمَّ يُقَالُ لَهُ : يَا هَذَا ، مَنْ رَبُّكَ ؟ ، وَمَا دِينُكَ ؟ ، وَمَنْ نَبِيُّكَ ؟۔۔۔۔ الخ

((أبو الجهم الباهلي في جزئه - حَدِيثُ سَوَّارِ بْنِ مُصْعَبٍ ، أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْهَمْدَانِيِّ - حديث رقم 100 تحقيق الدكتور عبدالرحيم محمد احمد القشقشرى)

2۔اعمش کی متابعت مُحَمَّدَ بْنَ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ سے

حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ يَحْيَى بْنِ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ ، حَدَّثَنِي أَبِي ، عَنْ عَمِّهِ يَعْنِي مُحَمَّدَ بْنَ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو ، عَنْ زَاذَانَ ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ وَجَدْنَاهُ لَمْ يُلْحَدْ۔۔۔۔ الی ان قال ۔۔۔۔فَيُقَالُ لَهُمْ : رُدُّوهُ إِلَى الْأَرْضِ فَإِنِّي وَعَدْتُهُ أَنْ أُعِيدَهُ فِيهَا وَأُخْرِجَهُ مِنْهَا { مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا

نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى } فَإِذَا رُدَّتْ إِلَيْهِ نَفْسُهُ إِلَى جَسَدِهِ سَمِعَ خَفْقَ نِعَالِهِمْ فَيَهَشُّ فَيُقَالُ يَا هَذَا مَنْ رَبُّكَ؟ ۔۔۔ الخ

(عبدالله بن أحمد بن حنبل في السنة - سُئِلَ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ حديث رقم1444 تحقيق الدكتور محمد ابن سعيد بن سالم القحطانى)

3۔اعمش کی متابعت أَبُو خَالِدٍ الدَّالَانِيُّ سے

4۔اعمش کی متابعت وَعَمْرُو بْنُ قَيْسٍ الْمُلَائِيُّ سے

5۔اعمش کی متابعت الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النَّخَعِيُّ سے

(قال حاكم)۔۔۔ وَهَكَذَا رَوَاهُ أَبُو خَالِدٍ الدَّالَانِيُّ ، وَعَمْرُو بْنُ قَيْسٍ الْمُلَائِيُّ ، وَالْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النَّخَعِيُّ ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍ

أَمَّا حَدِيثُ أَبِي خَالِدٍ الدَّالَانِيُّ ، فَحدثنا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ ، ثنا السَّرِيُّ بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ ، ثنا أَبُو غَسَّانَ ، ثنا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ ، ثنا أَبُو خَالِدٍ الدَّالَانِيُّ ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو .

وَأَمَّا حَدِيثُ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ الْمُلَائِيِّ ، فَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ بَالَوَيْهِ ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ بِشْرٍ الْمَرْثَدِيُّ ، ثنا الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ ، ثنا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ الْمُلَائِيِّ ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو .

وَأَمَّا حَدِيثُ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ ، فَحَدَّثَنَاهُ أَبُو مُحَمَّدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْمُزَنِيُّ ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ ، ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ ، ثنا الْحَسَنُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ ، عَنِ الْمِنْهَالِ ، كُلُّهُمْ قَالُوا : عَنْ زَاذَانَ ، عَنِ الْبَرَاءِ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ . هَذِهِ الْأَسَانِيدُ الَّتِي ذَكَرْتُهَا كُلُّهَا صَحِيحَةٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ۔۔۔

(المستدرك على الصحيحين - حديث رقم 115۔116۔117)

6۔اعمش کی متابعت يُونُسَ بْنِ خَبَّابٍ سے

یونس بن خباب سے روایت کرنے والے امام معمر، ،عباد بن عباد، مهدی ابن میمون وغیرھم *ہیں۔*

عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، عَنْ مَعْمَرٍ ، عَنْ يُونُسَ بْنِ خَبَّابٍ ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عُمَرَ ، عَنْ زَاذَانَ ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ : خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جِنَازَةٍ فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْقَبْرِ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ كَأَنَّ عَلَى رُءُوسِنَا الطَّيْرُ ، وَهُوَ يَلْحَدُ لَهُ ۔۔۔۔۔۔۔الی ان قال۔۔۔۔۔۔ فَيَقُولُ : أَرْجِعُوهُ فَإِنِّي

عَهِدْتُ إِلَيْهِمْ أَنِّي مِنْهَا خَلَقْتُهُمْ ، وَفِيهَا نُعِيدُهُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُهُمْ تَارَةً أُخْرَى ، فَإِنَّهُ يَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِ أَصْحَابِهِ إِذَا وَلَّوْا عَنْهُ ، فَيَأْتِيهِ آتٍ فَيَقُولُ : مَنْ رَبُّكَ ؟۔۔۔الخ

(عبدالرزاق في مصنفه - بَابُ فِتْنَةِ الْقَبْرِ - حديث رقم 6527)

وقال حاكم:

حَدَّثَنَا بِصِحَّةِ مَا ذَكَرْتُهُ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ نَصْرٍ الْخُلْدِيُّ ، إِمْلَاءً بِبَغْدَادَ ، ثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ زِيَادٍ سَبَلَانُ ، ثنا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ ، قَالَ : أَتَيْتُ يُونُسَ بْنَ خَبَّابٍ ، بِمِنًى عِنْدَ الْمَنَارَةِ وَهُوَ يَقُصُّ ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ حَدِيثِ عَذَابِ الْقَبْرِ فَحَدَّثَنِي بِهِ .

وَأَخْبَرَنِي أَبُو عَمْرٍو إِسْمَاعِيلُ بْنُ نُجَيْدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ ، أَنْبَأَ أَبُو مُسْلِمٍ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ، ثنا أَبُو عَمْرٍو الضَّرِيرُ ، ثنا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ ، عَنْ يُونُسَ بْنِ خَبَّابٍ ، وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْقَطِيعِيُّ - وَاللَّفْظُ لَهُ -

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ ، حَدَّثَنِي أَبِي ، ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَنْبَأَ مَعْمَرٌ ، عَنْ يُونُسَ بْنِ خَبَّابٍ ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو ، عَنْ زَاذَانَ ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ

وَفِي حَدِيثِ عَبَّادِ بْنِ عَبَّادٍ ، أَنَّهُ سَمِعَ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ ، قَالَ : خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ ، فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْقَبْرِ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ - وَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ - .

هَذَا هُوَ الصَّحِيحُ الْمَحْفُوظُ مِنْ حَدِيثِ يُونُسَ بْنِ خَبَّابٍ

المستدرك على الصحيحين - حديث رقم 114)

6۔اعمش سے روایت کرنے والے

امام اعمش سے اس حدیث کو روایت کرنے والے محدثین کی ایک جماعت ہے چنانچہ بعض محدثین کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

1۔**ابو معاویہ(مسند احمد وغیرہ)**

2۔عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ(**ابوداود وغیرہ**)

3۔جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ الضَّبِّيُّ(تهذيب الآثار للطبري –**حديث رقم**171)

4۔ابو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ(تهذيب الآثار للطبري –**حديث رقم**173)

5۔مُحَمَّدُ بْنُ فَضْلٍ(**المستدرک رقم**108)

6۔سُفْيَانُ بْنُ سَعِيدٍ(**المستدرک رقم**109)

7۔شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ(المستدرک رقم110)

8۔زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ(المستدرک رقم111)

قال الحاکم:

وَقَدْ رَوَاهُ سُفْيَانُ بْنُ سَعِيدٍ ، وَشُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ ، وَزَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ وَهُمُ الْأَئِمَّةُ الْحُفَّاظُ ، عَنِ الْأَعْمَشِ .

أَمَا حَدِيثُ الثَّوْرِيِّ

(109)فَحَدَّثَنَاهُ أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ حَمْدَانَ الْجَلَّابُ ، بِهَمْدَانَ وَأَنَا سَأَلْتُهُ ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصُّورِيُّ ، ثنا مُؤَمَّلُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، ثنا سُفْيَانُ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو ، عَنْ زَاذَانَ ، عَنِ الْبَرَاءِ ، قَالَ : خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ فَأَتَيْنَا الْقَبْرَ وَلَمَّا يُلْحَدْ . وَذَكَرَ الْحَدِيثَ . وَ

أَمَّا حَدِيثُ شُعْبَةَ

(110)فَحَدَّثَنِيهِ أَبُو سَعِيدِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي عُثْمَانَ ، رَحِمَهُمُ اللَّهُ وَأَنَا سَأَلْتُهُ ، ثنا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ الْأَصْبَهَانِيُّ ، بِالرَّيِّ ، ثنا عَمَّارُ بْنُ رَجَاءٍ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ ، عَنْ شُعْبَةَ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو ، وَعَنْ زَاذَانَ ، عَنِ الْبَرَاءِ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَدِيثِ الْقَبْرِ .

وَأَمَّا حَدِيثُ زَائِدَةَ

(111)فَحدثنا أَبُو سَعِيدٍ عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَنْصُورٍ الْعَدْلُ ، ثنا الْحُسَيْنُ بْنُ الْفَضْلِ الْبَجَلِيُّ ، ثنا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو الْأَزْدِيُّ ، ثنا زَائِدَةُ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو ، عَنْ زَاذَانَ ، عَنِ الْبَرَاءِ ، قَالَ : صَلَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ - فَذَكَرَ حَدِيثَ الْقَبْرِ بِطُولِهِ - . هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ

(المستدرک ص 96۔97)

محدثین کرام سے حدیثِ براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی تصحیح

1:حافظ ابن مندہؒ اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں:

هذَا إِسْنَادٌ مُتَّصِلٌ مَشْهُورٌ، رَوَاهُ جَمَاعَةٌ عَنِ الْبَرَاءِ، وَكَذٰلِكَ رَوَاهُ عِدَّةٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، وَعَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، وَالْمِنْهَالُ أَخْرَجَ عَنْهُ الْبُخَارِيُّ مَا تَفَرَّدَ بِهِ، وَزَاذَانُ أَخْرَجَ عَنْهُ مُسْلِمٌ، وَهُوَ ثَابِتٌ عَلٰى رَسْمِ الْجَمَاعَةِ ۔ وَرُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ جَابِرٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ ۔

(الإيمان لابن مندة : ،رقم 1064 ص 965)

یہ متصل اور مشہور سند ہے۔اسے ایک جماعت نے سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔اسی طرح بہت سے راویوں نے اسے اعمش اور منہال بن عمرو سے بیان کیا ہے۔امام بخاری رحمہ اللہ نے (اپنے صحیح میں) منہال بن عمرو کی حدیث کی تخریج کی ہے، جسے بیان کرنے میں وہ اکیلا ہے۔زاذان راوی کی روایت امام مسلم رحمہ اللہ نے (اپنی صحیح) میں ذکر کی ہے۔یوں یہ حدیث، متواتر حدیث کی طرح ثابت ہے۔یہ حدیث دیگر صحابہ کرام سیدنا جابر، سیدنا ابوہریرہ، سیدنا ابوسعید، سیدنا انس بن مالک اور سیدہ عائشہ سے مروی ہے۔

2:امام ابو نُعَیم، احمد بن عبد اللہ، اصبہانیؒ فرماتے ہیں

وَأَمَّا حَدِيثُ الْبَرَاءِ فَحَدِيثٌ مَّشْهُورٌ، رَوَاهُ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو الْجَمُّ الْغَفِيرُ، وَهُوَ حَدِيثٌ أَجْمَعَ رُوَاةُ الْـأَثَرِ عَلٰى شُهْرَتِهٖ وَاسْتِفَاضَتِهٖ۔

(مجموع الفتاوٰی لابن تیمیّة 5/439)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث مشہور کے درجے پر ہے، اسے منہال بن عمرو سے محدثین کی بہت بڑی جماعت نے روایت کیا ہے۔اس کے مشہور اور مستفیض ہونے پر محدثین کا اتفاق ہے۔

3:امام حاکم، نیشاپوریؒ فرماتے ہیں

هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلٰى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، فَقَدِ احْتَجَّا جَمِيعًا بِالْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو وَّزَاذَانَ أَبِي عُمَرَ الْكِنْدِيِّ، وَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ فَوَائِدُ كَثِيرَةٌ لِأَهْلِ السُّنَّةِ، وَقَمْعٌ لِّلْمُبْتَدِعَةِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ بِطُولِهٖ، وَلَهٗ شَوَاهِدُ عَلٰى شَرْطِهِمَا، يُسْتَدَلُّ بِهَا عَلٰى صِحَّتِهٖ۔

(المستدرک علی الصحیحین: ص96)

یہ حدیث امام بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔امام بخاری و مسلم دونوں نے منہال بن عمرو اور زاذان ابو عمر کندی کی روایات کو دلیل بنایا ہے (منہال کی روایت بخاری میں، جبکہ زاذان کی مسلم میں ہے)۔اس حدیث میں اہل سنت کے لیے بہت سے فوائد ہیں اور یہ بدعت کو مٹانے والا ہے۔امام بخاری و مسلم نے اسے تفصیلاً بیان نہیں کیا، البتہ بخاری و مسلم کی شرط پر

اس حدیث کے کئی شواہد ہیں، جن سے اس کی (مزید) صحت پر استدلال کیا جاتا ہے۔

4:علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں:

عَلٰی شَرْطِهِمَا۔

(المستدرک علی الصحیحین مع تلخیص الذهبي : 1/96)

یہ حدیث امام بخاری و مسلم کی شرط پر ہے۔

5:امام بیہقیؒ فرماتے ہیں

ہٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ

(شعب الإيمان للبيهقي ص612 الجزء الاول)

اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

6:حافظ علامہ منذری فرماتے ہیں:

هذَا الحَدِيثُ حَدِيثٌ حَسَنٌ، رُوَاتُهُ مُحْتَجٌ بِہِمْ فِي الصَّحِيحِ۔

(الترغیب والترہیب للمنذري :4/197)

یہ حدیث حسن ہے، اس کے راویوں سے صحیح (بخاری و مسلم) میں حجت لی گئی ہے۔

7:مفسر علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں

وَهُوَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ، لَهُ طُرُقٌ كَثِيرَةٌ

(التذكرة بأحوال الموتٰی وأمور الآخرة، ص:359)

یہ حدیث صحیح ہے، اس کی بہت سی سندیں ہیں۔

8۔۔۔علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

هو حديث حسن ثابت (مجموعۃ الفتاویٰ ج4، ص290)

یہ حدیث حسن اور ثابت ہے۔

9۔۔۔علامہ، محمد بن احمد بن عبد الهادی دمشقیؒ لکھتے ہیں

وَقَدْ ثَبَتَ فِي حَدِيثِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ الطَّوِيلِ الْمَشْهُورِ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ وَنَعِيمِهِ، فِي

شَأْنِ الْمَيِّتِ وَحَالِهِ، أَنَّ رُوحَهُ تُعَادُ إِلٰى جَسَدِهِ۔

(الصارم المنكي في الردّ على السبكي ص 223)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی عذاب و ثوابِ قبر کے بارے میں بیان کردہ طویل اور مشہور حدیث میں میت کے بارے میں یہ ثابت ہے کہ رُوح اس کی طرف لوٹائی جاتی ہے۔

10:۔۔علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں

وهذا حديث صحيح

(إعلام الموقّعين المجلد الثانی صفحه 308)

اور یہ حدیث صحیح ہے۔

نیز فرماتے ہیں:

وَذَهَبَ إِلَى الْقَوْلِ بِمُوجِبِ هٰذَا الْحَدِيثِ جَمِيعُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْحَدِيثِ مِنْ سَائِرِ الطَّوَائِفِ

(الروح صفحہ 120)

اہل سنت و حدیث کے تمام گروہ بالاتفاق اس حدیث کے مطابق عقیدہ رکھتے ہیں۔

اور ایک جگہ فرماتے ہیں:

فالحديث صحيح لاشک فيه (الروح صفحہ 130)

پس حدیث صحیح ہے اس میں کوئی شک نہیں۔

ایک مقام پر فرماتے ہیں

هٰذَا حَدِيثٌ ثَابِتٌ، مَشْهُورٌ، مُسْتَفِيضٌ، صَحَّحَهُ جَمَاعَةٌ مِّنَ الْحُفَّاظِ، وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا مِّنْ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ طَعَنَ فِيهِ، بَلْ رَوَوْهُ فِي كُتُبِهِمْ، وَتَلَقَّوْهُ بِالْقَبُولِ، وَجَعَلُوهُ أَصْلًا مِّنْ أُصُولِ الدِّينِ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ وَنَعِيمِهِ، وَمُسَائَلَةِ مُنْكَرٍ وَّنَكِيرٍ، وَقَبْضِ الْأَرْوَاحِ وَصَعُودِهَا إِلٰى بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ، ثُمَّ رُجُوعِهَا إِلَى الْقَبْرِ۔

(الروح ص 136 بتحقیق کمال بن محمد قالمی)

یہ حدیث ثابت، مشہور اور مستفیض ہے۔ اسے بہت سے حفاظ ائمہ کرام نے صحیح قرار دیا ہے۔

ہمارے علم کے مطابق ائمہ حدیث میں سے کسی نے اس میں طعن نہیں کی، بلکہ انہوں نے اسے اپنی کتابوں میں روایت کر کے اسے قبول کیا ہے اور عذاب و ثوابِ قبر، منکر نکیر کے سوالات، قبضِ روح، اس کے اللہ تعالیٰ کی طرف جانے اور پھر قبر کی طرف واپس لوٹنے کے بارے میں بنیادی دینی حیثیت دی ہے۔

11۔۔۔علامہ ہیثمیؒ کا بیان ہے:

هُوَ فِي الصَّحِيحِ وَغَيْرِهِ بِاخْتِصَارٍ، رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ۔

(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد الجزء الثالث ص132 رقم2466)

یہ حدیث صحیح بخاری وغیرہ میں اختصار کے ساتھ موجود ہے۔ اسے امام احمد رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے اور اس کے راوی صحیح (بخاری ومسلم) والے ہیں۔

12: حافظ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں:

وَصَحَّحَهُ أَبُو عَوَانَةَ وَغَيْرُهُ

(فتح الباری الجزء الثالث صفحہ 234)

ترجمہ: اسے امام ابو عوانہ وغیرہ نے صحیح قرار دیا ہے۔

13: علامہ سیوطی فرماتے ہیں

أَخْرَجَ أَحْمَدُ، وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي الْمُصَنَّفِ، وَالطَّيَالِسِيُّ، وَعَبْدُ اللّٰهِ فِي مُسْنَدَيْهِمَا، وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ فِي الزُّهْدِ، وَأَبُو دَاوُدَ فِي سُنَنِهِ، وَالْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ، وَابْنُ جَرِيرٍ، وَابْنُ أَبِي حَاتِمٍ، وَالْبَيْهَقِيُّ فِي كِتَابِ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَغَيْرُهُمْ مِنْ طُرُقٍ صَحِيحَةٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ۔

(شرح الصدور بشرح حال الموتٰی والقبور ص54،55)

اس حدیث کو امام احمد نے (مسند میں)، امام ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں، امام ابو داوٗد طیالسی اور امام عبد اللہ نے اپنی مسند میں، امام ہناد بن سری نے اپنی کتاب الزہد میں، امام ابو داوٗد نے اپنی سنن میں، امام حاکم نے اپنی مستدرک میں، امام ابن جریر، امام ابن ابو حاتم نے اور امام بیہقی نے کتابِ عذابِ قبر میں، نیز دیگر ائمہ کرام نے (اپنی اپنی کتب میں) سیدنا

براء بن عازب سے صحیح سندوں کے ساتھ بیان کیا ہے"

نوٹ:

ان محدثین کی تصحیح سے حدیث کے ہر ایک راوی کی ضمنی توثیق بھی ثابت ہوگئی یعنی ان محدثین کے ہاں اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں۔(اب صراحت کیساتھ ایک ایک راوی کی توثیق ملاحظہ فرمائیں)

حدیث سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے رواۃ کی توثیق

پہلا راوی: محمد بن حازم ابو معاویہ الضریر

1۔حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

احد مشائخ الحدیث الثقات المشهورين

(البدایۃ والنھایۃ ج1 ص235)

2۔علامہ ذھبیؒ فرماتے ہیں:

احد الائمة الثقات

(میزان الاعتدال ج4 ص575 تحقیق: علی محمد البجاوی)

نیز لکھتے ہیں:

محمد بن خازم(ع) الضرير ثقة ثبت

(میزان الاعتدال ج3 ص533، تحقیق: علی محمد البجاوی)

3۔امام عجلیؒ فرماتے ہیں: كوفي ثقة

4۔امام نسائیؒ فرماتے ہیں: ثقة

5۔محدث ابن خراشؒ فرماتے ہیں: صدوق

6۔ابن حبان انکو ثقات میں لکھتے ہیں اور فرماتے ہیں: حافظاً متقناً

7۔ابن سعدؒ فرماتے ہیں:

ثقة كثير الحديث (تهذيب التهذيب ج9 ص139)

8۔حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

ثقة احفظ الناس لحدیث الاعمش (تقریب، ص840)

9۔ خطیب البغدادیؒ امام ابن معینؒ کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

ابو معاویة اثبت من جریر فی الاعمش

(تاریخ مدینة الاسلام ج3، ص144 ت: بشار عواد)

یعنی ابو معاویہؒ اعمشؒ سے روایت کرنے میں جریرؒ (جو خود ثقة ثبت ہے) سے ثبت تھے۔

دوسرا راوی: سلیمان بن مہران الاعمش

1۔ علامہ ذہبی لکھتے ہیں:

الاعمش الحافظ الثقة شیخ الاسلام (تذکرة الحفاظ ج1 ص154)

2۔ محدث ابن عمار کا بیان ہے:

لیس فی المحدثین اثبت من الاعمش

محدثین کی پوری جماعت میں اعمشؒ سے زیادہ اثبت اور کوئی نہ تھا۔

3۔ امام عجلیؒ فرماتے ہیں:

کان ثقة ثبتاً فی الحدیث

حدیث میں ثقہ اور ثبت تھے۔

4۔ امام ابن معینؒ فرماتے ہیں: ثقة

5۔ امام نسائیؒ فرماتے ہیں: ثقة ثبت

6۔ ابن حبان ان کو ثقات التابعین میں لکھتے ہیں۔ (تهذیب التهذیب ج4 ص223-224)

تیسرا راوی: منہال بن عمرو کی توثیق

جمہور محدثین منہال بن عمرو کی توثیق کرتے ہیں۔

1۔ امام جرح وتعدیل یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں

المنهال بن عمرو ثقة (الجرح والتعدیل لابن أبی حاتم: 8/357)

منہال بن عمرو ثقہ راوی ہے۔

2۔امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں

أبو بشر أوثق، إلا أن المنهال أمتن (الضعفاء الكبير للعقيلي:4/236)

ابوبشر زیادہ ثقہ ہے، لیکن منہال زیادہ مضبوط راوی ہے

3۔امام عجلیؒ فرماتے ہیں:

منهال بن عمرو كوفي، ثقة (تاريخ الثقات لعجلي:2/300)

منہال بن عمرو، کوفے کا رہائشی اور قابل اعتماد شخص تھا۔

4۔امام دارقطنیؒ سے امام حاکمؒ نے منہال بن عمرو کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

صدوق (سؤالات الحاكم للدارقطني، ص:273)

"وہ سچا اور قابل اعتماد شخص تھا"

5۔امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں منہال بن عمرو سے حدیث (3371) نقل کی ہے جو منہال بن عمرو پر اعتماد کرنے کی دلیل ہے۔

6۔امام ذھبیؒ نے میزان الاعتدال ج4 ص192 پر منہال بن عمرو کا ترجمہ ذکر کرنے سے پہلے صح لکھا ہے۔اس رمز کے بارے میں وہ خود فرماتے ہیں:

إذا كتبت (صح) أول الاسم، فهي إشارة إلى أن العمل على توثيق ذلك الرجل

(لسان الميزان لابن حجر:1/9)

7۔امام ابن حبانؒ نے منہال بن عمرو کی بہت سی احادیث (مثلاً صحیح ابن حبان: 1012، 1013، 1757، 2978، 5617) کو صحیح قرار دیا ہے۔

8۔امام ترمذیؒ کے نزدیک منہال بن عمرو ثقہ راوی ہے امام ترمذیؒ منہال کی ایک حدیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

هذا حديث حسن صحيح (سنن الترمذي، تحت الحديث:2060)

9۔امام بزارؒ منہال بن عمرو کی بیان کردہ ایک حدیث کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں

واسنادهٔ حسن (مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار:11/321)

اس کی سند حسن ہے۔

10۔امام ابن خزیمہؒ نے بھی منہال بن عمرو کی بیان کردہ کئی احادیث (رقم:1194،2830) کو صحیح قرار دیا ہے۔

11۔امام ابوعوانہ نے منہال بن عمرو کی بیان کردہ حدیث (رقم:7764) کو صحیح قرار دیتے ہیں۔

12۔علامہ ضیاء الدین مقدسیؒ نے الاحادیث المختارۃ میں منہال بن عمرو کی بہت سی احادیث [مثلا رقم: 455،760] کو صحیح کہا ہے۔

13۔امام ابن شاہینؒ فرماتے ہیں:

والمنھال بن عمرو ثقة (تاریخ أسماء الثقات، ص:230، ت:1412)

منہال بن عمرو ثقہ ہے۔

14۔حافظ ابن حجرؒ منہال بن عمرو پر کی گئی کی ایک جرح کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں

وبھذا لا یجرح الثقه

(ھدی الساري:1/463)

ثقہ راوی کو ایسی بات کے ذریعے مجروح قرار نہیں دیا جاسکتا۔

منہال بن عمرو پر جرح کی حقیقت

منہال پر جو جرح کی گئی ہے، وہ مردود ہے۔

1۔جیسے کہ علامہ ذہبیؒ کے حوالہ سے یہ بات گزر گئی کہ اس نے منہال بن عمرو سے پہلے صح لکھ کر اس کی توثیق ہی کو راجح قرار دیا۔(میزان الاعتدال فی نقد الرجال:4/192)

2۔اور حافظ ابن حجرؒ کے حوالہ سے گزر گیا کہ

وبھذا لا یجرح الثقه (ھدی الساري:1/463)

منکرین کی طرف سے جو جروحات پیش کی گئی ہیں وہ درجہ ذیل ہیں،

1۔امام حاکم کا کہنا ہے کہ منہال بن عمرو کی حیثیت یحیٰی بن سعید گراتے تھے۔

.2۔ابن معین منہال کی شان کو گراتے تھے

3۔امام شعبہ نے منہال بن عمرو کے گھر سے گانے کی آواز سنی تو اسے ترک کر دیا۔

4۔جوزجانی نے منہال بن عمرو کو بدمذہب لکھا ہے۔

5۔ابن حزم نے اس کی تضعیف کی ہے۔

جواب:

1۔یحیٰ بن سعید سے امام حاکم کی یہ حکایت باسند ثابت نہیں پھر یہ ایک مبہم سی بات ہے۔ہو سکتا ہے کہ کسی زیادہ ثقہ راوی کے مقابلے میں ابن قطان اس کی حیثیت کو کم کرتے ہوں اور یہ کوئی جرح نہیں۔

اس بارے میں حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

وحكاية الحاكم عن القطان غير مفسرة (هدى الساري:1/463)

امام حاکم کی امام یحیٰ بن سعید قطان سے روایت مبہم ہے۔

2۔یہ کہنا کہ امام ابن معین منہال کی شان کو گراتے تھے بسند صحیح ابن معینؒ سے ثابت نہیں اوپر ہم نے بسند صحیح ثابت کیا ہے کہ امام جرح وتعدیل یحیٰ بن معینؒ فرماتے ہیں:

المنهال بن عمرو ثقة (الجرح والتعديل لابن أبي حاتم:8/357)

منہال بن عمرو ثقہ راوی ہے۔

پھر علامہ ابن حجر اس حکایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

فأما حكاية الغلابي، فلعل بن معين كان يضع منة بالنسبة إلى غيره، كالحكاية عن أحمد، ويدل على ذلك أن أبا حاتم حكى عن ابن معين انهٗ وثقه

(هدى الساري:1/463)

رہی غلابی کی حکایت، تو شاید امام ابن معین کسی اور (زیادہ ثقہ) راوی کی نسبت اس کی شان کو گراتے ہوں، جیسا کہ امام احمد سے بھی ثابت ہے۔اس کی دلیل یہ ہے کہ امام ابوحاتم نے امام ابن معین سے منہال کا ثقہ ہونا بھی ذکر کیا ہے۔

3۔امام شعبہ نے منہال بن عمرو کو جس وجہ سے ترک کر دیا۔تو اس کا سب سے پہلے رد وہب بن جریرؒ نے ان کے سامنے کر دیا اور شعبہ کو لاجواب بھی کر دیا۔

عن شعبة، قال : أتيت منزل منهال بن عمرو، فسمعت منه صوت الطنبور، فرجعت ،

ولم أساله، قلت : وهلا سألته ! فعسى كان لا يعلم

(الضعفاء الكبير للعقيلي:4/236)

امام شعبہؒ نے بیان کیا کہ میں منہال بن عمرو کے گھر آیا تو مجھے گھر سے گانے کی آواز سنائی دی۔ میں لوٹ آیا اور منہال سے اس بارے میں نہیں پوچھا۔ میں (وہب ابن جریر) نے کہا: آپ نے اس سے کیوں نہ پوچھا؟ ہو سکتا ہے کہ وہ اس سے لاعلم ہو۔

امام بن قحطان فاسیؒ اس کے متعلق فرماتے ہیں:

فهذا، كما ترى، التعسف فيه ظاهر

(بيان الوهم والإيهام فی كتاب الأحكام:3/363)

جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں، امام شعبہ کا یہ رویہ واضح طور پر بے جا ہے۔

اسی طرح علامہ ابن تیمیہؒ علامہ ابن قیمؒ اور علامہ ذھبیؒ نے امام شعبہؒ کے اس بات کو رد کیا ہے۔

علامہ ذھبیؒ فرماتے ہیں:

وهذا لايوجب غمز الشيخ (میزان الاعتدال ج4ص192)

یعنی یہ بات شیخ کو مجروح نہیں کرتی۔

علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

وبهذا لا يجرح الثقه (هدى الساري:1/463)

اور اس سے ثقہ مجروح نہیں ہوتا۔

4۔ جوزجانی کے قول کا رد کرتے ہوئے حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

وأما الجوزجاني، فقد قلنا غير مرة : إن جرحه لا يقبل فی أهل الكوفة، لشدة انحرافه، ونصبه

(هدى الساري:1/463)

رہی جوزجانی کی بات، تو ہم نے کئی مرتبہ یہ بات کہی ہے کہ سخت ناصبی ہونے اور راہ اعتدال سے ہٹ جانے کی بنا پر اہل کوفہ کے بارے میں اس کی جرح کو قبول نہیں کیا جا سکتا۔

5۔ابن حزم سے صحیح احادیث کے معلول ٹھہرانے میں کوتاہیاں ہوئی ہیں پھر جمہور کے مقابلہ میں اس کا قول مردود ہے،حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ(700-774ھ)فرماتے ہیں:

وتکلم فیه ابن حزم، ورد حدیثه عن زاذان، عن البراء، فی السؤال فی القبر، فاخطا ابن حزم

(التکمیل فی الجرح و التعدیل:1/211)

حافظ ابن حزم رحمہ اللہ نے منہال بن عمرو پر جرح کی ہے اور قبر میں سوال وجواب کے بارے میں اس کی بواسطہ زاذان،سیدنابراءرضی اللہ عنہ سے بیان کردہ حدیث کورد کیاہے۔
یہ ابن حزم کی غلطی ہے۔

چوتھاراوی :زاذان ابوعمرالکندیؒ

1۔امام جرح وتعدیل ابن معینؒ فرماتے ہیں:

ثقة لا یسال عن مثل هؤلاء

(تاریخ دمشق لابن عساکر:18/290)

یہ ثقہ راوی ہیں،ان جیسے راویوں کے بارے میں تو پوچھاہی نہیں جاناچاہیے۔

2۔امام ابن سعدؒ فرماتے ہیں:

وکان ثقة، قلیل الحدیث

(الطبقات الکبري:6/217)

یہ ثقہ راوی تھا۔اس نے کم حدیثیں بیان کی ہیں۔

3۔امام عجلیؒ نے اسے ثقہ قرار دیاہے۔[الثقات،ص:63،ت:450)

4۔امام ابن عدی جرجانیؒ فرماتے ہیں:

وأحادیثة لا بأس بها إذا روی عنه ثقة

(الکامل فی ضعفاء الرجال:4/210)

جب اس سے بیان کرنے والاراوی ثقہ ہوتواس کی حدیث میں کوئی خرابی نہیں ہوتی۔

5۔امام خطیب بغدادیؒ فرماتے ہیں:

وکان ثقة(تاریخ بغداد:9/515)

زاذان ثقہ راوی تھا۔

6۔علامہ منذریؒ فرماتے ہیں:

وزاذان ثقة مشهور (الترغيب والترهيب من الحديث الشريف:4/198)

زاذان مشہور ثقہ راوی ہے۔

7۔حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں:

وكان ثقة، صادقا (سير أعلام النبلاء:4/280)

یہ ثقہ اور سچا شخص تھا۔

8۔حافظ ہیثمیؒ نے بھی اسے ثقہ قرار دیا ہے۔(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد:9/116)

9۔امام مسلمؒ نے زاذان سے روایت(صحیح مسلم:1657وغیرہ)لے کر اس کی توثیق کی ہے۔

10۔امام ابو عوانہؒ نے اپنی صحیح(مستخرج علی صحیح مسلم)میں اس کی روایت(6050وغیرہ)ذکر کر کے توثیق کی ہے۔

11۔امام ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں اس کی روایت[914]ذکر کر کے توثیق کی ہے۔

12۔امام ترمذی نے زاذان کی بیان کردہ ایک حدیث کے بارے میں لکھا ہے۔

هذا حديث حسن صحيح (سنن الترمذي، تحت الحديث:1868)

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

13۔امام ابن خزیمہؒ نے اپنی صحیح میں روایت[2791]لے کر اس کی توثیق کی ہے۔

14۔حافظ ضیاء الدین المقدسیؒ نے اس کی حدیث کی تصحیح کی ہے۔(الاحاديث المختارة:451)

زاذان پر جرح کی کوئی حقیقت نہیں منکرین جو کچھ پیش کرتے ہیں اس کا خلاصہ یہ ہے۔

1۔حکم سے پوچھا گیا کہ آپ زاذان سے روایت کیوں نہیں لیتے؟

انہوں نے کہا کہ وہ باتیں بہت کرتا تھا۔

جواب:زیادہ باتیں کرنے کو محدثین جرح تسلیم نہیں کرتے ہیں چنانچہ اس کا علم ہوتے ہوئے محدثین زاذان کو ثقہ

قرار دیتے ہیں۔

:امام ابن عدیؒ فرماتے ہیں

وأحاديثه لا بأس بها إذا روى عنه ثقة۔۔وإنما رماه من رماه بكثرة كلامه

(الکامل فی ضعفاء الرجال:4/210)

جب اس سے بیان کرنے والا راوی ثقہ ہو تو اس کی احادیث میں کوئی خرابی نہیں ہوتی۔ جس نے الزام دیا ہے اسے تو صرف زیادہ باتیں کرنے کا دیا ہے۔

حافظ ذہبیؒ (میزان الاعتدال :2/63) زاذان کے بارے میں "صح" لکھ کر یہ بتا دیا کہ اس سے زاذان کی ثقاہت متاثر نہیں ہوتی۔ اور بحوالہ لسان المیزان یہ بات گزر گئی کہ اس رمز سے مقصود یہ ہے کہ امام ذھبیؒ کے نزدیک ایسے راوی میں توثیق راجح و متعین ہے۔

2۔ابن حبان نے کہا کہ وہ بہت غلطیاں کرتا تھا۔

جواب: خود ابن حبانؒ نے زاذان کی حدیث کو (صحیح ابن حبان:914) کو ذکر کرکے صحیح قرار دیا ہے۔ جب زاذان اس کے ہاں ثقہ قرار پایا تو اس کا زاذان کو کثیر الخطا کہنا اس کی غلطی ہے۔ ثقہ راوی کثیر الخطا نہیں ہو سکتا۔ جب جمہور محدثین سے ہم نے زاذان کو ثقہ ثابت کیا ہے تو پھر یا تو ابن حبانؒ کا کثیر الخطا کہنا اس کی غلطی ہے یا پھر اس کا بیان متعارض ہے۔ دونوں صورتوں میں زاذان عند الجمہور ثقہ ہی رہا۔

3۔ابو احمد حاکم کہتے ہیں ليس بمتين عندهم

جواب: یہ ابو احمد حاکم کی غلطی ہے جو اہل علم کی طرف ليس بمتين منسوب کرتا ہے۔۔ اہل علم محدثین امام ابن سعد، امام مسلم، امام یحیٰی بن معین، امام ترمذی، امام ابن عدی، امام عجلی، امام ابن خزیمہ، امام ابو عوانہ، امام خطیب بغدادی، امام ابن مندہ، امام ابو نعیم اصبہانی، امام ابو عبد اللہ حاکم، امام بیہقی، حافظ مقدسی، حافظ منذری، حافظ ابن عبد الہادی، علامہ ابن تیمیہ، حافظ ابن قیم، علامہ سیوطی، علامہ ذہبی، حافظ ہیثمی وغیرھم ائمہ فن نے تو زاذان کی روایات کو صحیح قرار دیا ہے اور اسکو ثقہ جانتے ہیں۔۔ عندھم میں ھم سے مراد کون لوگ ہیں؟ سب مجہول ہیں۔

4۔ سلمہ بن کھیل نے کہا کہ ابو البختری کو میں اس سے اچھا سمجھتا ہوں۔

جواب: سلمہ بن کھیل نے دو ثقہ روایوں کا تقابل کیا ہے۔ ابو البختری سعید بن فیروز صحیح بخاری و مسلم کا راوی ہے۔ اسے

امام بخاری و مسلم کے علاوہ امام یحییٰ بن معین، امام ابو حاتم، امام ابوزعہ، امام ابن حبان، امام عجلی، وغیرہ نے ثقہ قرار دیا ہے۔

اب اگر ابوالبختری کو زاذان سے بہتر قرار دیا جائے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ زاذان کا مقام و مرتبہ ابوالبختری سے کچھ کم ہے۔ اس تقابل سے یہ سمجھنا کہ سلمہ بن کھیل کے نزدیک زاذان "ضعیف" راوی ہے درست نہیں۔ بلکہ اس سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ عند سلمہ بن کھیل ثقہ زاذانؒ ابوالبختریؒ سے ثقاہت میں کم ہے۔

5۔ابن حجر نے کہا ہے کہ زاذان میں شیعیت ہے۔

جواب: منکرین نے جو ابن حجر سے نقل کیا ہے کہ زاذان میں شیعیت ہے۔ تو جواباً عرض ہے کہ وہ متاخرین کی طرح شیعہ رافضی نہیں تھا۔

ا۔زاذان کی وفات 82ھ کو ہوئی جبکہ روافض جس کی طرف نسبت کرتے ہیں یعنی حضرت جعفر صادقؒ آپ کی ابھی ولادت نہیں ہوئی یا صرف دو سال کے تھے۔

ب۔زاذان تو سیدنا عمر فاروق کو امیر المؤمنین کہتا ہے۔

عن زاذان، قال : كنا عند علي، فتذاكرنا الخيار، فقال: أما أمير المؤمنين عمر رضى الله عنه، قد سألني عنه

(شرح معاني الأثار للطحاوي الحنفي:3/309)

"زاذان کہتے ہیں کہ ہم سیدنا علی کے پاس تھے۔ ہم نے (طلاق میں) خیار کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا: امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں میری رائے پوچھی تھی۔"

ج۔زاذان ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا شاگرد بن کر آپ سے روایت لیتا ہے۔

عن زاذان، عن عائشة رضي الله عنها (الأدب المفرد، ص:217،ح:619)

د۔آپ کی مشہور کنیت ابو عمر ہے۔

ان شواہد سے معلوم ہوا کہ وہ متاخرین کی طرح شیعہ رافضی نہیں تھا۔ بلکہ اس کے شیعیت کا مطلب صرف اتنا ہے کہ وہ گروہ علی میں شامل تھا جو حضرت علی کو حروب میں حق پر سمجھتا تھا جس میں دیگر صحابہ کرام بھی شامل تھے۔ لہذا اسی وجہ سے اس کی اعادہ روح والی حدیث رد نہیں کیا جا سکتا۔ علامہ ابن حجرؒ خود اس حدیث کو ثابت مانتے ہیں اور جمہور اہل

سنت کا مسلک بتاتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں:

وخالفھم الجمھور فقالوا تعاد الروح الی الجسد او بعضہ کما ثبت فی الحدیث

(فتح الباری، الجزء الثالث، ص235)

"اور جمہور (ابن حزم وغیرہ) کی مخالفت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ روح کو پورے جسم یا بعض حصہ کی طرف لوٹایا جاتا ہے جیساکہ حدیث سے ثابت ہے"

پھر اعادہ روح کا مسئلہ صرف شیعہ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ جمہور اہل سنت کا اتفاقی مسئلہ ہے۔ جس کا بیان آنے والا ہے۔ پھر ہم نے شواہد میں مسند احمد سے ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت مع توثیق الرواۃ نقل کیا ہے جس میں کسی راوی پر شیعیت کا الزام نہیں۔

معلوم ہوا کہ منکرین کی طرف سے یہ صرف انکار حدیث کا بہانہ ہے۔

6۔ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ علامہ ذہبیؒ نے کہا ہے کہ اس حدیث میں نکارت ہے۔

جواب یہ ہے کہ علامہ ذہبی بعض اوقات محض راوی کے تفرد پر بھی منکر کا لفظ استعمال کرتے ہیں، اور یہاں بھی ان کی مراد منہال کے تفرد سے ہے۔ اگرچہ ہم نے تحقیق کرکے ثابت کر دیا ہے کہ منھال اس میں متفرد بھی نہیں۔

اس بات کی تائید کہ امام ذہبی کی مراد یہاں صرف تفرد ہے اسی لئے کہ انہوں نے نکارت کا لفظ غرابت کے ساتھ بولا ہے۔ جو نکارت کی وضاحت کرتا ہے۔

حَدِيْثُهُ فِي شَأْنِ القَبْرِ بِطُوْلِهِ فِيْهِ نَكَارَةٌ وَغَرَابَةٌ

اور ثقہ کے تفرد سے اس کی حدیث پر کوئی فرق نہیں پڑتا الا یہ کہ وہ مخالفت کرے۔

(مخالفت اور زیادت ثقہ میں فرق ہے)

اس بات کی تائید کہ امام ذہبی کی مراد یہاں صرف تفرد ہے، اس سے بھی ہوتی ہے کہ تاریخ الاسلام میں آپ نے اسی حدیث کے متعلق جب کلام کیا تو صرف تفرد کو ہی واضح کیا ہے۔

قلت : تفرد بحدیث منکر و نکیر عن زاذان عن البراء

یعنی ان کا کلام یہاں بھی صرف تفرد سے متعلق ہی ہے۔

اعادۃ الروح اور جمہور اہل السنۃ والجماعۃ

عود روح کے مضمون کو خیر القرون سے تلقی بالقبول کا درجہ حاصل ہے۔

اور یہ جمہور اہل سنت کا مسلک ہے۔ ہم نے حضرت البراء رضی اللہ عنہ کی حدیث کے شواہد میں ذکر کیا ہے کہ

1۔ صحابی رسول حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ، ثني سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ، نا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ ،ثني عَمَّارٌ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، قَالَ: قَالَ حُذَيْفَةُ :الرُّوحُ بِيَدِ مَلَكٍ وَإِنَّ الْجَسَدَ لَيُغَسَّلُ , وَإِنَّ الْمَلَكَ لَيَمْشِي مَعَهُ إِلَى الْقَبْرِ , فَإِذَا سُوِّيَ عَلَيْهِ سَلَكَ فِيهِ فَذَلِكَ حَتَّى يُخَاطَبَ

(كتاب المنامات لابن أبي الدنيا ص 23۔24، رقم 7 وقال محققه سيد ابراهيم: اسناده حسن)

"روح فرشتے کے قبضے میں ہوتی ہے اور بے شک جسد کو غسل دیا جاتا ہے اور بے شک فرشتہ اس کے ساتھ قبر کی طرف جاتی ہے پھر جب اس پر قبر برابر کی جاتی ہے تو روح کو اس میں داخل کرتی ہے"۔

2۔ اسی طرح عمرو بن دینارؒ فرماتے ہیں:

مَا مِنْ مَيِّتٍ يَمُوتُ، إِلَّا وَرُوحُهُ فِي يَدِ مَلِكٍ، يَنْظُرُ إِلَى جَسَدِهِ، كَيْفَ يُغَسَّلُ، وَكَيْفَ يُكَفَّنُ، وَكَيْفَ يُمْشَى بِهِ، فَيُجْلَسُ فِي قَبْرِهِ، وقال داود: وزاد فی هذاالاحديث قال يُقَالُ لَهُ، وَهُوَ عَلَى سَرِيرِهِ، : اسْمَعْ ثَنَاءَ النَّاسِ عَلَيْكَ۔

(حلیۃ الأولیاء:3/349،و سندہٗ صحیح)

"جو بھی بندہ مرتا ہے، اس کی روح فرشتے کے ہاتھ میں ہوتی ہے، وہ اپنے جسم کی طرف دیکھ رہا ہوتا ہے کہ اسے کیسے غسل و کفن دیا جا رہا ہے اور کیسے قبرستان کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔ پھر اسے قبر میں بٹھا دیا جاتا ہے۔ اور داود نے اس روایت میں زیادت نقل کی ہے کہ جب وہ چارپائی پر ہوتا ہے تو اسے کہا جاتا ہے: اپنے بارے میں لوگوں کی تعریف سن"

3۔۔۔اسی طرح امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں:

إذا صير العبد إلى لحده وانصرف عنه أهله ، أعيد إليه روحه في جسده ; فيسأل

حينئذ في قبره ، وهو قول الله : {يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت في الحياة الدنيا وفي الآخرة} [إبراهيم: 27]. ، يعني : القبر ، فنسأل الله أن يثبتنا على طاعته ويبارك لنا في تلك الساعة عند المساءلة

(اللالكائي في شرح أصول الاعتقاد، رقم:2157، ص975)

"جب بندے کو لحد میں رکھا جاتا ہے اور اہل وعیال واپس لوٹتے ہیں تو اس کی طرف اس کے بدن میں روح کو لوٹایا جاتا ہے پس اس وقت اس سے قبر میں سوال ہوتا ہے۔ اور یہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: {يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت في الحياة الدنيا وفي الآخرة} یعنی قبر (میں ثابت قدم ہونا) پس ہم اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ ہمیں اپنی طاعت پر قائم رکھے اور سوال کے اسی ساعت میں ہمارے لئے برکت عطا فرمائے"

4۔ علامہ ابن رجب حنبلی حضرات البراء بن عازب، ابو ھریرہ، ابن عباس، ابن مسعود حذیفہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور عبد الرحمن ابن ابی لیلیٰ التابعیؒ، ابو نجیحؒ، ابو صالحؒ وغیرھم کے روایت نقل کرکے فرماتے ہیں:

فهؤلاء السلف كلهم صرحوا بأن الروح تُعاد إلى البدن عند السؤال وصرح بمثل ذلك طوائف من الفقهاء والمتكلمين من أصحابنا وغيرهم

(اهوال القبور لابن رجب الحنبلی ص251)

"ان سب ائمہ سلف نے صراحت فرمائی ہے کہ سوالات کے وقت روح کو جسم کی طرف لوٹایا جاتا ہے اور اسی طرح ہمارے (حنبلی) ساتھیوں میں سے فقہا اور متکلمین وغیرھم کی جماعتوں نے بھی اس کی صراحت کی ہے۔"

5۔ امام محی الدین یحی بن شرف بن حسن النووی الشافعیؒ فرماتے ہیں:

ثم المعذب عن اهل السنة الجسد بعينه او بعضه بعد اعادة الروح اليه او الى جزء منه

(صحیح مسلم بشرح النووی۔ الجز السابع عشر، ص293)

"پھر اہل السنۃ کے نزدیک بعینہ جسد عنصری کو یا اس کے بعض کو روح لوٹایا جانے کے بعد سزا دی جاتی ہے"

6۔ علامہ ابن حجر عسقلانی الشافعیؒ فرماتے ہیں:

وخالفهم الجمهور فقالوا تعاد الروح الى الجسد او بعضه كما ثبت فى الحديث

(فتح الباری، الجزالثالث، ص235)

"اور جمہور (ابن حزم وغیرہ) کی مخالفت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ روح کو پورے جسم یا بعض حصہ کی طرف لوٹایا جاتا ہے جیساکہ حدیث سے ثابت ہے"

7۔علامہ بدرالدین العینی الحنفی فرماتے ہیں:

اذا قلنا ان الاراواح تعاد الی اجساد عند المسئلة وھو قول الاکثر من اھل السنة

(عمدہ القاری الجزالسابع عشر، ص125)

"جب ہم یہ کہیں کہ قبر میں سوال کے وقت ارواح کو اجسام کی طرف لوٹایا جاتا ہے جیساکہ اکثر اہل السنۃ الجماعۃ کا قول ہے"

8۔علامہ آلوسی الحنفیؒ فرماتے ہیں:

والجمھور علی عود الروح الی الجسد اوبعضه وقت السوال علی وجه لایحس به اھل الدنیا

(روح المعانی جلدالحادی والعشرون، ص57)

"اور جمہور (اہل السنۃ) اس کے قائل ہیں کہ روح کو پورے جسم یا بعض جسم کی طرف سوال کے وقت ایسے انداز سے لوٹایا جاتا ہے کہ اہل دنیا محسوس نہیں کرسکتے"

9۔امام تقی الدین علی بن عبدالکافی السبکی الشافعیؒ لکھتے ہیں:

وقد اجمع اھل السنة علی اثبات الحیاۃ فی القبور وقال امام الحرمین ف الشامل وقد اتفق سلف الامة علی اثبات عذاب القبر ورد الاروح فی اجسادھم

(شفاءالسقام، ص425)

"قبور میں اثبات حیات پر اہل سنت کا اجماع ہے، امام الحرمینؒ اپنی کتاب شامل میں فرماتے ہیں کہ امت کے اسلاف اثبات عذابِ قبر اور مردوں کو قبروں میں زندہ کرنے اور ان کی ارواح کو ان کے جسموں کی طرف لوٹانے پر متفق ہیں"

نوٹ:

اعادہ روح والی روایات کو تدوین حدیث کے شروع سے لے کر ہر دور میں متقدمین ومتاخرین محدثین نے اپنی کتب

میں ذکر کیا ہے۔ اسی طرح اہل سنت کے مفسرین میں سے امام طبری سمیت اکثر مفسرین نے اپنی کتب تفاسیر میں اس کو نقل کیا ہے۔ جس حدیث کو امت میں تلقی بالقبول کا درجہ حاصل ہو جائے وہ درجہ تواتر کو پہنچ جاتا ہے۔

اعادہ روح قرآن کے مخالف نہیں

اعتراض:

قرآن میں دو حیات کا ذکر ہے اور اعادہ روح ماننے سے تیسری حیات ثابت ہو گی۔ یہ قرآن کے بیان کے مخالف ہے۔

جواب:

اولاً۔۔ عود الروح سے جس نوع کی حیات حاصل ہوتی ہے اگر یہ قرآن کے بیان کردہ دو حیات کے مخالف مانے جائے تو پھر قرآن کی مخالفت حدیث سے لازم نہ آئے گا بلکہ قرآن کی مخالفت قرآن سے لازم آئے گا کیونکہ عذاب قبر اور مسئلہ قبر خود قرآن سے بمطابق تفسیر ماثور ثابت ہے۔

یثبت الله الذین آمنوا بالقول الثّابت في الحیاة الدنیا وفي الآخرة ـ الایة

(سورۃ ابراھیم، آیت نمبر 27)

اس آیت کی تفسیر صحابہ کرام (حضرت البراء بن عازب، ابو ھریرہ، حضرت ابو سعید خدری عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ ابن مسعود ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم اور امام مجاھد وغیر ھم سلف) سے متواتر یہ منقول ہے کہ یہ آیت عذاب قبر اور سوال قبر کے متعلق ہے۔ یہ تفسیر صحاح ستہ سمیت تقریباً تمام کتبِ حدیث وکتب تفسیر (طبری، ابن کثیر، قرطبی، بغوی وغیر ھم) میں منقول ہے۔ گویا اس آیت میں دو حیاتوں میں تثبیت کا ذکر ہے دنیا کی حیات میں اور آخرت کی حیات میں مگر اس کے باوجود سنت رسول اور اجماع السلف سے ثابت ہے یہ آیت عذاب قبر اور مسئلہ قبر سے متعلق ہے۔ سلف سے یہ متواتر تفسیر اس بات کی دلیل ہے کہ قبر کی زندگی قرآن کی بیان کردہ دو حیات کے مخالف نہیں بلکہ موافق ہے۔ اس کو قرآن کے مخالف سمجھنا سوء فہم اور سلف واجماعِ امت سے بغاوت ہے۔

پھر بعض سلف نے اس تثبیت فی القبر کو فی الحیاۃ الدنیا کی تفسیر قرار دیا۔ گویا یہ دنیوی زندگی کا تتمہ ہے اور بعض نے فی الآخرۃ کی۔ گویا اخروی زندگی کا مقدمہ ہے۔ اور یہی راجح ہے کما فی تفسیر طبری

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں:

باب ما جاء في كتاب الله عز وجل وسنة رسوله صلى الله عليه وسلم من بشارة المؤمنين بالتثبيت عن

سؤال الملكين

قال الله عز وجل (يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت في الحياة الدنيا وفي الآخرة).

1۔أخبرنا أبو عبد الله محمد بن عبد الله الحافظ، أنا أبو بكر أحمد بن سليمان الفقيه، ثنا إسماعيل بن إسحاق القاضي، ثنا الحوضي، (ح)، وأخبرنا أبو زكريا يحيى بن إبراهيم بن محمد بن يحيى المزكي، أبو عثمان سعيد بن محمد عبدان، قالا ثنا أبو عبد الله محمد بن يعقوب الحافظ، نا يحيى بن محمد بن يحيى، ثنا أبو عمر، ثنا شعبة، عن علقمة بن مرثد، عن سعد بن عبيدة، عن البراء بن عازب، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: المؤمن إذا شهد أن لا إله إلا الله، وعرف محمدا صلى الله عليه وسلم في قبره، فذلك قول الله عز وجل: (يثبت الذين آمنوا بالقول الثابت في الحياة الدنيا) رواه أبو عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري في الصحيح عن أبي عمر حفص بن عمر الحوضي۔

اسی طرح روایت نمبر 4،3، 8اور 9پر حضرات براء بن عازب سے نقل کی ہے۔

5۔أخبرنا محمد بن عبد الله بن محمد أنا عبد الرحمن بن الحسن القاضي بهمذان ثنا إبراهيم بن الحسين ثنا آدم بن أبي إياس ثنا حماد بن سلمة عن محمد بن عمرو عن أبي سلمة عن أبي هريرة قال: تلا رسول الله صلى الله عليه وسلم (يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت في الحياة الدنيا وفي الآخرة) فقال: ذلك إذا قيل له في القبر من ربك وما دينك ومن نبيك فيقول: الله ربي والإسلام ديني ومحمد نبيي جاءنا بالبينات من عند الله فآمنت به وصدقته فيقال: صدقت على هذا حييت وعليه تبعث إن شاء الله۔

6۔أخبرنا أبو محمد الحسن بن علي المؤمل بن الحسن بن عيسى رحمه الله قراءة عليه من أصله ثنا أبو عثمان عمرو بن عبيد الله البصري نا أبو أحمد محمد ابن عبد الوهاب أنا جعفر بن عون أبنا عبد الرحمن بن عبد الله عن عبد الله بن المخارق عن المخارق بن سليم قال قال عبد الله يعني ابن مسعود إذا حدثناكم بحديث آتيناكم بتصديق ذلك من كتاب الله عز وجل إن المسلم إذا دخل قبره أجلس فيه فقيل من ربك وما دينك يعني ومن نبيك قال فيثبته الله عز وجل۔

7۔أخبرنا أبو عبد الرحمن الحافظ وأبو عبد الرحمن السلمي وأبو سعيد محمد ابن موسى قالوا ثنا أبو العباس محمد بن يعقوب نا محمد بن إسحاق ثنا يحيى بن أبي بكير ثنا شريك عن سالم عن سعيد عن ابن عباس قال: (يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت في الحياة الدنيا) قال: المخاطبة في القبر يقول من ربك وما دينك ومن نبيك وفي الآخرة مثل ذلك۔

باب ما في هذه الآية من الوعيد للكفار بعذاب القبر.

قال الله تعالی: (ویضل الله الظالمین ویفعل الله ما یشاء)

10۔۔أخبرنا أبو الحسن علي بن محمد بن بشران العدل ببغداد أنا أبو عمرو عثمان بن أحمد بن عبد الله ثنا جعفر بن محمد الرازي ثنا الهيثم بن اليمان ثنا إسماعيل ابن زكريا حدثني محمد يعني ابن عون عن عكرمة عن ابن عباس في قول الله عز وجل: (يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت في الحياة الدنيا وفي الآخرة) الشهادة يسألون عنها في قبورهم بعد موتهم قال قلت لعكرمة ما هو قال: يسألون عن إيمان محمد صلى الله عليه وسلم وأمر التوحيد قال: (ويضل الله الظالمين) قال تلك الشهادة فلا يهتدون أبداوهكذا رواه غيره عن ابن عباس۔

11۔۔أخبرنا أبو عبد الله الحافظ وأبو سعيد بن أبي عمرو قالا ثنا أبو العباس محمد بن يعقوب ثنا محمد بن إسحاق الصغاني ثنا محمد بن عمرو الأسلمي، قال عبد السلام بن حفص ثنا عن شريك بن أبي نمر عن عطاء بن يسار عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: بي يفتتن أهل القبور وفي نزلت هذه الآية (يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت) قال أبو العباس أحسبه قال وفيه نزلت۔

12۔۔وأخبرنا أبو عبد الله وأبو سعيد قالا ثنا أبو العباس ثنا محمد بن إسحاق ثنا معاوية بن عمرو بن أبي إسحاق الفزاري عن سفيان عن ابن أبي نجيح عن مجاهد قال: (يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت في الحياة الدنيا) في عذاب القبر۔

(اثبات عذاب القبر للبیہقی)

ثانیاً۔۔ان آیتوں میں دو دفعہ کی جس حیات کا ذکر ہے وہ حیات مطلقہ ٗحیات کاملہ اور پوری حیات ہے اور ایسی حیات یا تو دنیا میں ہوتی ہے اور یا قیامت کے دن ہو گی اور اس حیات کی علامت یہ ہے کہ اس حیات میں:

1۔روح بدن کی تدبیر میں مصروف ہوتی ہے اور روح جسد میں باطنی تصرف کرتی ہے جس سے سانس اور دم چلتا ہے، نبض اچھلتی ہے، کھانا ہضم ہوتا ہے۔

2۔اسی طرح روح بدن میں ظاہری تصرف کرتی ہے اور اس سے افعال و حرکاتِ تکلیفیہ ظاہر ہوتی ہیں جس کا بخوبی لوگ مشاہدہ کرسکتے ہیں اور اس کی حرکات محسوس ہو سکتی ہیں۔

ایسی حیات صرف دو دفعہ ہو گی۔دنیا میں اور آخرت میں۔رہی قبر اور برزخ کی حیات تو وہ مطلق اور کامل حیات نہیں بلکہ فی الجملہ اور نوع من الحیوۃ ہے۔اس میں روح کا اتصال ٗربط اور تعلق بدن عنصری یا اس کے اجزاء کے ساتھ ہوتا ہے جن سے فہم وشعور اور قبر کی راحت و کلفت کا ادراک ہو سکے اور اس حیات میں بدن عنصری نہ تو خوراک اور لباس

وغیرہ کا محتاج ہوتا ہے اور نہ ظاہری طور پر حس و حرکت اور جنبش کرتا ہے جس کا مشاہدہ کیا جاسکے اور اس معنی کو نہ سمجھتے ہوئے معتزلہ وغیرہ باطل فرقوں کو عذاب قبر اور راحت قبر کے بارے میں بڑی الجھنیں پیدا ہوئیں مگر حقیقت کو وہ نہ پاسکے اور اہل حق سنت کی پیروی کی بدولت اس راز کو پاگئے اور ان کے لئے اس میں کوئی دقت باقی نہ رہی۔

ثالثاً۔۔ مماتی ٹولہ کے تمام فرقے تو بھی حیات برزخی کا قول کرتے ہے۔ پھر ان کا نظریہ قرآن کے بیان کردہ دو حیاتوں کا مخالف کیوں نہیں!!

اعتراض:

اعادہ روح قرآن کے مخالف ہے کیونکہ قرآن کے بیان کے مطابق فیمسک التی قضیٰ علیھا الموت الایة یعنی پھر جس کی موت کا فیصلہ کیا ہو اس کو روک لیتے ہیں۔

جواب: اللہ تعالی فرماتے ہیں:

الله يتوفى الأنفس حين موتها والتي لم تمت في منامها فيمسك التي قضى عليها الموت ويرسل الأخرى إلى أجل مسمى إن في ذلك لآيات لقوم يتفكرون۔(سورة الزمر)

ترجمہ:۔ اللہ نفسوں کو موت کے وقت قبض کرتے ہیں اور جن کو موت نہیں ہوتی ان کو (بھی) سونے کے وقت قبض کرتے ہیں، پھر جس کی موت کا فیصلہ کیا ہو اس کو روک لیتے ہین اور دوسری (قسم کی نفس) کو چھوڑ دیتے ہیں۔

اس آیت کریمہ نے تصریح فرمادی ہے کہ روح موت کے وقت قبض ہوتی ہے اسی طرح نیند کی حالت میں بھی قبض ہوتی ہے۔ غور کریں کہ

1۔توفی سے کیا ہوتا ہے؟

محض توفی سے حواس میں ایک نوع کا تعطل آجاتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ روح کا جسد میں موجودہ تعلق احساس کے متعلقات باسم المفعول تبدیل ہوجاتے ہیں اور توجہ اس عالَم سے دوسرے عالَم (خواب یا برزخ) کی طرف زیادہ ہوتا ہے۔ اب دوسرے عالَم (خواب یا برزخ وقبر) میں پیش آنے والے حالات کا ادراک ہوتا ہے۔ یہ تعطل اس بات کو مستلزم نہیں ہے کہ قریب سے کوئی آواز بھی نہ سنے۔ دلیل یہ ہے یہ توفی نائم کے لئے بھی ہے جو حین دون حین

آواز سے بیدار ہو جاتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ پہلے نائم آواز سن لیتا ہے پھر بیدار ہو تا ہے۔ اس طرح توفی سے تکلیف والا تعلق منقطع ہو جاتا ہے اب وہ شرعی احکام کا مکلف نہیں رہا اور نہ اس کے کسی قول فعل کا کوئی شرعی اعتبار ہو تا ہے۔ہاں حالتِ نوم میں روح جسم کی تدبیر میں مصروف ہے جس سے سانس اور دم چلتا ہے، نبض اچھلتی ہے، کھانا ہضم ہو تا ہے۔

2۔ آیت کے مطابق عند الموت،توفی کیساتھ امساک مل جائے تو کیا ہو تا ہے؟

یہی کہ روح جسم کی تدبیر سے آزاد ہو جاتا ہے۔ دم رک گیا، نبض نہیں اچھلتی، نہ کھانا ہضم ہو تا ہے نہ دنیوی کھانے کی ضرورت رہی۔ اعادہ روح والے حدیث میں اس بات کا دعوی نہیں کیا گیا کہ روح آکر بدن کی تدبیر میں مصروف ہو گیا اب بدن میں دنیا کی زندگی کی طرح دم چلتا ہے نبض اچھلتی ہے یا کھانا ہضم ہو رہا یا بدن ظاہری اور محسوس ہونے والی حرکت کرنے لگتا ہے۔۔ بلکہ اس میں جو امور مذکور ہیں وہ ولکن لاتشعرون کے درجے میں ہے۔

ہماری اس بات کی تائید کہ یہ معاملہ برزخ میں جسد کی طرف اعادہ روح کے بعد کا ہے اس حدیث سے بھی ہو تا ہے جس کو ابن حبان، حاکم، بیہقی نے باسناد حسن روایت کیا ہے جس میں اول سوال وجواب، قبر میں باب کے کھلنے کا بیان ہے، اس کے بعد پھر قبر کے وسیع ہونا ہے اور مومن کے نسمۃ کو، مثل طیر جنت کے درخت سے معلق ہونا ہے۔

فتجعل نسمته فی النسم الطیب وھی طیر یعلق فی شجرۃ الجنة۔

اور اس سے شبہ نہ ہونا چاہئے کہ اب روح کا تعلق بھی جسد کیساتھ نہ رہے کیونکہ پہلے ہم بیان کرکے ائے ہیں کہ بمطابق حدیث (نم کنومة العروس ونم صالحا) روح کا جسد سے تعلق باقی رہتا ہے اور نوم (نیند) میں تعلق بالکلیہ منقطع نہیں ہوتی۔

کیا اعادہ روح کی احادیث دوسرے احادیث کے خلاف ہیں؟

مماتی ٹولہ کے فرقوں کا کہنا ہے کہ اعادہ روح والی احادیث درجہ ذیل احادیث کے متناقض ومتضاد ہیں۔

1۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء کے بارے میں فرمایا ہے

ارواحھم فی جوف طیر خضر لھا۔۔۔الی ان قال۔۔۔ قالوا یا رب نرید ان ترد ارواحنا فی اجسادنا حتی نقتل فی سبیلک مرۃ اخری فلما رائ ان لیس لھم حاجة ترکوا۔

(مسلم کتاب الاماراۃ۔ باب فی ارواح الشھداء ۔۔۔ یرزقون)

یعنی شہداء کی روحیں سبز اڑنے والے پرندوں کے جسموں میں ہیں۔۔۔شہداء نے کہا کہ اے رب ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہماری روحوں کو پھر ہمارے جسموں میں واپس لوٹا دیا جائے تاکہ ہم دوسری بار تیری راہ میں شہید کئے جائیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے دیکھ لیا کہ انہیں کسی اور چیز کی خواہش نہیں ہے تو پھر ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا۔

2۔ اور حدیث میں ہے کہ

انما نسمة المؤمن طیر یعلق فی شجر الجنة حتی یرجعه الله الی جسدة یوم یبعثه

(مؤطا امام مالک کتاب الجنائز۔۔باب جامع الجنائز)

یعنی مومن کی روح پرندہ ہے جو جنت کے درختوں میں معلق ہوتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے اس کے بدن مین لوٹادے۔

جواب: یہاں کوئی تناقض وتضاد نہیں کیونکہ ارواح کو جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہونے کے لیے برزخی سواریاں ملنے اور ان سے مخاطب ہونے سے پہلے، ان(شھداء) کو حیات برزخی سے زندہ کیا جاتا ہے۔ اور اعادہ روح والی احادیث سے اس حیات کی وضاحت ہوتی ہے نہ کہ اس کی مخالفت۔

اس بات کی دلیل کہ پہلے شہداء کو زندہ کیا جاتا ہے یہ حدیث ہے۔

یا جابر ما لي أراك منكسرا قلت یا رسول الله استشهد أبي قتل یوم أحد وترك عیالا ودینا قال أفلا أبشرك بما لقي الله به أباك قال قلت بلى یا رسول الله قال ما كلم الله أحدا قط إلا من وراء حجاب وأحیا أباك فكلمه كفاحا فقال یا عبدي تمن علي أعطك قال یا رب تحییني فأقتل فیك ثانیة قال الرب عز وجل إنه قد سبق مني أنهم إلیها لا یرجعون قال وأنزلت هذه الآیة ولا تحسبن الذین قتلوا في سبیل الله أمواتا الآیة

(سنن ترمذی کتاب تفسیر القرآن باب تفسیر سورۃ آل عمران حدیث3010)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہے۔مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملے اور پوچھا: کیا بات ہے جابر! میں تمہیں شکستہ خاطر دیکھ رہا ہوں میں نے عرض کیا: یا رسول

اللہ !میرے والد جنگ احد میں شہید ہوگئے اور قرض اور چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں یہ بشارت نہ دوں کہ اس کی اللہ تعالیٰ سے کیسے ملاقات ہوئی؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ضرور بتلایئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی کسی سے کلام نہیں کرتا مگر پردے کے پیچھے سے۔۔وأحیا أباك۔۔۔ اللہ نے تمہارے والد کو زندہ کیا۔۔۔فکلمه کفاحا پھر ان سے رُوبرُو بات کی اور پوچھا کچھ آرزو کروجو تمہیں عطاء کروں۔ تیرے باپ نے کہا مجھے دوبارہ زندگی دے تاکہ میں دوسری مرتبہ تیری راہ میں شہید ہو جاؤں اللہ تعالی نے فرمایا یہ بات پہلے طے ہو چکی ہے کہ لوگ دوبارہ دنیا(کی ظاہری حیات) کے لئے نہ لوٹیں گے۔ راوی کہتا ہے یہ آیت اس بارے میں نازل ہوئی۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ

1۔ شہداء کو پہلے زندہ کیا جاتا ہے۔وأحیا أباك

اور شہداء کے ارواح تو پہلے سے زندہ ہیں اس لیے یہ حیاتِ شہداء کے روح و جسم کے مجموعہ کو حاصل ہو گی۔ اور اسکی وضاحت اعادہ روح والے احادیث سے ہوتی ہے جو برزخ و قبر کے ابتدائی احوال سے متعلق ہے کہ روح کو برزخی طور پر اجساد کی طرف لوٹا کر ان کا اجساد سے برزخی تعلق قائم کر دیا جاتا ہے۔ اور اجساد اپنی روح کے تابع ہو کر برزخی سواریوں میں جنت کی نعمتوں اور سیر وسیاحت سے لطف اندازہوتے ہیں۔

2۔ چونکہ یہ حیات دنیا کی ظاہری حیات کی طرح نہیں اس لئے حیات برزخی سے زندہ ہونے کے باوجود شہداء دنیا کی ظاہری حیات کے لئے زندہ ہونے کی تمنا کرتے ہیں۔ تاکہ وہ دوبارہ جہاد فی سبیل اللہ کر سکے اور شہید کر دیا جائے۔

اور حدیث صحیح مسلم میں شہداء کا یہ مقولہ یا رب نرید ان ترد ارواحنا فی اجسادنا حتی نقتل فی سبیلک مرة اخری اس پر بیّن دلیل ہے کہ جسد اصلی روح کے تعلق سے پہلے سے زندہ ہیں کیونکہ اس مقولہ کا قائل اگر طیور خضر قرار دیا جائے تو ان کا ۔۔۔اجسادنا۔۔۔ کہنا درست نہیں اور اس کا قائل اگر فقط ارواح قرار دیا جائے تو انکا ۔۔۔ارواحنا۔۔۔ کہنا درست نہیں۔ اس مقولہ کا قائل شہداء(روح و جسم عنصری) کا مجموعہ ہے جو اپنی ارواح کا اپنی اجساد میں لوٹایا جانے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

معلوم ہوا کہ شہدا(روح و جسم عنصری) زندہ ہیں جو کلام کر رہے ہیں۔ ہاں صرف اتنی بات ہے کہ شہداء روح کے اعادہ

برزخیہ سے حیات برزخی سے سرفراز ہیں اب وہ دنیا کی ظاہری حیات کے لیے روح کے لوٹانے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔
جس پر دلیل حَتّٰی نُقْتَلَ فِیْ سَبِیْلِکَ مَرَّۃً اُخْرٰی ہے۔

برزخ میں روح کا اعادہ جسدِ عنصری کی طرف ہوتا ہے یا جسدِ مثالی کی طرف؟

سوال:

اعادہ روح والے حدیث میں جس جسد کا ذکر ہے ہو سکتا ہے اس سے مراد جسد مثالی ہو جس کا صوفیاء کرام اثبات کرتے ہیں۔

جواب:

1۔حدیث کے الفاظ (فتعاد روحه فی جسده) میں جس جسد کا ذکر ہے وہ جسد مادی و عنصری ہی ہے کیونکہ یہاں روح کے لوٹانے کا ذکر ہے جو اس بات کا واضح دلیل ہے کہ روح کو اسی جسد کی طرف لوٹایا جاتا ہے جس میں پہلے موجود تھا اور وہ بدن مادی عنصری ہے نہ کہ جسد مثالی۔

2۔ ہم عالم مثال کے منکر نہیں مگر بعض صوفیاء کرام جو احوالِ برزخ کو جسدِ مثالی کے لئے تسلیم کرتے ہیں وہ یہ نہیں فرماتے کہ بدن مادی عنصری کا اس سے کوئی تعلق نہیں بلکہ ان کا نظریہ ہے کہ بدن مثالی کے ساتھ بدن عنصری بھی اس کاروائی میں شریک ہیں۔(ملاحظہ ہو تسکین الصدور ص96۔۔97۔۔98طبع دوازدھم)

مولانا سید انور شاہ صاحبؒ صوفیاء کرام کے قول کے متعلق فرماتے ہیں:

ثم لاحاجة فی اثبات عذاب قبر الیٰ ما قاله الصوفية ان العذاب علی البدن المثالی دون المادی

(فیض الباری الجز الثالث ص54)

ترجمہ:۔ پھر اثبات عذاب قبر کے لئے اس بات کی کوئی حاجت نہیں جس کو صوفیاء کرامؒ بیان کرتے ہیں کہ عذاب بدن مثالی کو ہوتا ہے نہ بدن مادی کو۔

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ صوفیاء کرام کے قول پر تبصرہ کرتے ہوئے بدن عنصری کے متعلق فرماتے ہیں:

پس بدن اول را از حصول احکام برزخ چارہ نبود و از عذاب و ثواب قبر گزرنہ

(دفتر دوم حصہ ہفتم مکتوب نمبر58)

ترجمہ:۔ سو پہلے بدن (عنصری) کو احکام برزخ کے حصول سے تو کوئی چارہ نہیں اور عذاب وثواب سے کوئی مخلص نہیں۔۔

3۔ پھر صوفیاء کرام جو عالم مثال کی حقیقت بیان کرتے ہیں وہ حدیث میں جسد عنصری مراد لینے کے منافی نہیں ہے بلکہ اس میں جسد عنصری کی تائید ہے۔ مجدد الف ثانی عالم مثال کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وآن عالم فی حد ذاتہ میمصہ ب صور وہیئات واشکال نیست دروے از وعوالم دیگر منعکس گشتہ ظہور یافتہ است در رنگ مرآت است کہ فی حد ذاتھا متضمن ہیچ صورت نیست اگر دروی صورت کائن است از خارج آمدہ است۔۔۔(دفتر سوم حصہ ہفتم مکتوب 31)

ترجمہ: عالم مثال میں فی حد ذاتہ صورتیں ہیئتیں اور اشکال نہیں ہوتی۔ اس میں یہ دیگر عالموں سے منعکس ہو کر ظاہر ہوتی ہیں جیسے آئینہ کہ اس میں فی نفسہ کوئی صورت نہیں ہوتی اگر اس میں کوئی صورت موجود ہے تو باہر سے آتی ہے۔

آگے فرماتے ہیں:

کہ در بعض اوقات بتوفیقِ اللہ سبحانہ بعضے از احوال خود درادر مرآت آن عالم مطالعہ می نماید

ترجمہ: یعنی روح اللہ سبحانہ کی توفیق سے عالم مثال کے آئینے میں اپنے بعض احوال کا مطالعہ کرتی ہے۔

اور آگے فرماتے ہیں:

عالم مثال از برائ دیدن است نہ از برائے بودن

ترجمہ: عالم مثال دیکھنے کے لئے ہے نہ رہنے کے لئے۔

اور نیز فرماتے ہیں:

عذاب قبر ازیں قبیل نیست کہ حقیقت عقوبت است نہ صورت وشبہ عقوبت

ترجمہ: عذاب قبر عالم مثال کے قبیل سے نہیں ہے کیونکہ عذاب قبر خود ایک حقیقت ہے نہ کہ عذاب کی صورت اور اس کی مثال وشبیہ۔

اس مکتوب سے تین امور واضح ہے۔

- عالم مثال مثل آئینہ ہے جس میں ذاتی طور پر کوئی شکل وصورت نہیں ہوتی بلکہ اشکال وصورتیں دوسرے عوالم سے اس میں منعکس ہوتے ہیں۔
- عالم مثال روح یا جسد کے رہنے کی جگہ نہیں بلکہ مشاھدہ کی جگہ ہے۔۔ یعنی انسان عالم مثال میں رہنے کے لئے نہیں جاتا ہے بلکہ وہاں احوال کا مشاہدہ کرتا ہے جیسے کوئی آئینہ دیکھ کر اپنے احوال کا مشاہدہ کرلیتا ہے۔
- عذاب وثواب قبر ایک حقیقت ہے کوئی مثال نہیں۔ یعنی عذاب قبر آخرت کی ابتدائی احوال سے متعلق ہے اور ایک حقیقت رکھتی ہے ہاں عالم مثال میں اس کی صورتیں وشبیہیں منعکس ہوتے ہیں۔

ان تین امور کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم کہتے ہیں کہ عذاب وثواب قبر جو حقیقت ہے اور آخرت کے ابتدائی احوال میں سے ہیں عالم مثال میں ان احوال کی صورتیں اور اشکال منعکس ہوتی ہیں۔ یعنی روح وجسد عنصری کے مابین برزخی تعلق اور احوال برزخ جو سب و لکن لا تشعرون کے درجے میں ہیں عالم مثال میں ان کی صورتیں اور شبیہیں منعکس ہوتے ہیں جہاں ان کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔

تتمہ

اعادہ روح اور مذہب امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

امام الائمۃ حضرت ابو حنیفہ نعمان بن ثابتؒ المتوفیٰ 150ھ) ارشاد فرماتے ہیں:

وسوال منکر ونکیر حق کائن فی القبر واعادۃ الروح الی جسدالعبد فی قبرہ حق

(الفقہ الاکبر مع شرح القول الفصل لمحی الدین محمد بن بہاد الدینؒ ص 407)

ترجمہ: اور منکر و نکیر کا سوال کرنا قبر میں حق ہے ثابت ہے اور قبر میں روح کا بندے کی طرف لوٹایا جانا حق ہے۔

ابن ملک نے امام صاحب سے توقف کا قول نقل کیا ہے مگر وہ کسی معتبر طریقے سے ثابت نہیں اگر وہ معتبر طریقے ثابت بھی ہو جائے تو اس کے متعلق ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں:

ولعل توقف الامام فی ان الاعادۃ متعلق بجزء البدن او کلہ

(مرقات ج1ص198)

ترجمہ:۔ ہوسکتا ہے کہ امام صاحب کا توقف اس بات میں ہو کہ یہ اعادہ جزو بدن سے متعلق ہے یا کل بدن سے۔

الفقہ الاکبر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیف ہے

چنانچہ ائمہ اسلام کے جم غفیر نے اس کو امام صاحبؒ ہی کی تالیف تسلیم کیا اور بتایا ہے مثلاً

1) الحکم بن عبد اللہ البلخیؒ (المتوفی! 199 ھ) راوی فقہ اکبر

2) امام اسحاق بن محمد الحکیم السمرقندی تلمیذ امام ابو منصور ماتریدیؒ

3) امام فخر الاسلام علی بن محمد البزدوی الحنفیؒ المتوفیٰ 472ھ

4)امام ابو منصور عبد القاہر بن الطاہر البغدادیؒ المتوفیٰ 429ھ

5)امام محی الدین محمد بن بہاد الدینؒ

6)مولیٰ الیاس بن ابراہیم السینوبیؒ

7)احمد بن محمد المغنیساری

8)شیخ اکمل الدین بابرتی علامہ ابو المنتھیٰ

9)علامہ ابن تیمیہؒ

10)علامہ ابن قیمؒ

11)علامہ ذہبیؒ

12)علامہ کردریؒ

13)ملا علی القاری

14)علامہ عبد العلی بحر العلومؒ

15)صاحب کشف الظنون

16)علامہ عبد القادر القرشیؒ

17)صدر الشریعۃ عبید اللہ بن مسعودؒ

18)حافظ ابن ہمامؒ

19)علامہ ابن عابدین شامیؒ

20)مولانا عبد الحی لکھنویؒ

21)مولانا عبد الحکیم سیالکوٹیؒ وغیرھم

(بحوالہ البیان الازہر مقدمہ الفقہ الاکبر مولانا سرفراز خان صفدرؒ)

امام ابو منصور عبد القاھر البغدادی فرماتے ہیں:

فان ابا حنیفۃ لہ کتاب فی الرد علی القدریہ سماہ کتاب الفقہ الاکبر

(اصول الدین ص308)

ترجمہ: قدریہ پر رد کرنے میں امام ابو حنیفہؒ کی کتاب ہے جس کا نام رکھا ہے الفقہ الاکبر۔

امام علی بن محمد البزدوی الحنفیؒ فرماتے ہیں:

وقد صنف ابو حنیفۃ رضی اللہ عنہ فی ذٰلک کتاب الفقہ الاکبر۔

(کنز الوصول الی معرفۃ الاصول ص3)

ترجمہ:۔ اور یقیناً امام ابو حنفیہؒ نے (صفات) میں کتاب الفقہ الاکبر تصنیف کی ہے۔

علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

وقال ابو حنیفة فی کتاب الفقه الاکبر المعروف المشهور بین اصحابه۔

(درءتعارض النقل والعقل الجزالسادس، ص263)

ترجمہ:۔ اور امام ابو حنیفہؒ نے کتاب الفقہ الاکبر میں فرمایاہے جو آپ کے اصحاب میں معروف ومشہور ہے۔

علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں:

وقال شیخ الاسلام: وفی کتاب(الفقه الاکبر) المشهور عند اصحاب ابی حنیفة

(الاجتماع الجیوش الاسلامیة ص 198)

ترجمہ:۔ اور شیخ الاسلام (ابن تیمیہ) نے فرمایاہے کہ کتاب فقہ اکبر میں ہے جو ابو حنیفہؒ کے اصحاب میں مشہور ہے۔

الفقہ الاکبر کا انکار معتزلہ کے مخترعات میں سے ہے

علامہ کردریؒ فرماتے ہیں:

فان قلت لیس ابی حنیفة کتاب مصنف قلت هذا کلام المعتزلةو دعواهم انه لیس له فی علم الکلام تصنیف وغرضهم بذٰلک نفی ان یکون الفقه الاکبر و کتاب العالم والمتعلم له لانه صرح فیه باکثرقواعد اهل السنة والجماعة ودعواهم انه کان من المعتزلة وذآلک الکتاب لابی حنیفة البخاری وهذا غلط صریح قد رایت بخط العلامة وشمس الملة والدین الکردری البراتقینی العمادی هذین الکتابین وکتب فیها انهما لابی حنیفة تواطاء علی ذٰلک جماعة کثیرة من المشائخ۔

(ذیل الجواھرج2ص461)

ترجمہ: اگر تو یہ اعتراض کریں کہ امام صاحب کی تو کوئی تصنیف ہی نہیں تو میں یہ کہوں گا یہ اعتراض اور کلام معتزلہ کا ہے ان کا دعوی یہ ہے کہ امام صاحب کی علم الکلام میں کوئی تصنیف نہیں اور اس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ فقہ اکبر اور کتاب العالم والمتعلم امام صاحب کی نہیں چونکہ امام صاحب نے فقہ اکبر میں اہل السنت والجماعت کے اکثر عقائد نقل کئے ہیں اور معتزلہ کا یہ (بے بنیاد) دعوی ہے کہ امام صاحب معتزلی تھے (معاذ اللہ) اور کتاب فقہ اکبر

معتزلہ کے خیال میں ابو حنیفہ البخاری کی ہے لیکن ان کا یہ نظریہ بالکل صریح طور پر غلط ہے میں نے مولانا شمس الملۃوالدین الکردری براتقینی عمادی کے ہاتھ مبارک سے لکھی ہوئی تحریر دیکھی ہے انہوں نے تصریح کی ہے یہ دونوں کتابیں امام صاحب کی ہے اور اسی پر مشائخ کی ایک بڑی جماعت متفق ہے۔

احمد بن مصطفی الشھیر بطاش کبریٰ زادہ فرماتے ہیں:

وما قیل انھما لیس لہ، بل لابی حنیفۃ البخاری فمن اختراعات المعتزلۃ زعماً منھم ان ابا حنیفۃ علی مذھبھم۔

(مفتاح السعادۃ ج2، ص141)

ترجمہ: اور یہ جو کہا گیا ہے کہ یہ دونوں کتابیں امام صاحبؒ کی نہیں بلکہ ابو حنیفہ البخاری کی ہے تو یہ معتزلہ کے مخترعات میں سے ہے۔

ابو المظفر الاسفرائینی المتوفی 471ھ فرماتے ہیں:

وکتاب الفقہ الاکبر الذی اخبرنا الثقۃ بطریق المعتمد واسناد صحیح عن نصیر بن یحی(عن ابی مطیع) عن ابی حنیفۃؒ

یعنی کتاب فقہ اکبر جو مجھے ایک ثقہ نے معتمد طریق اور صحیح سند کیساتھ نصیر بن یحی عن ابی مطیع عن ابی حنیفہؒ سے خبر دی۔

غرض کتاب الفقہ الاکبر امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہی کی تصنیف ہے اور اسی کتاب میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے صراحتاً اعادہ روح کا قول کیا جیسا کہ ابتداء میں ذکر کیا گیا۔

ختم شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عمدة البیان

فی

عود الروح الی الابدان

از افادات

حضرت مولانا الیاس علی شاہ صاحب حفظہ اللہ

مرتب

خادم اہلسنت طاہر گل دیوبندی عفی عنہ

ناشر

نوجوانانِ احناف طلباءِ دیوبند پشاور